رجسٹرڈ ایل نمبر ۷۷

إِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِأَنْفُسِهِمْ

# الحکم

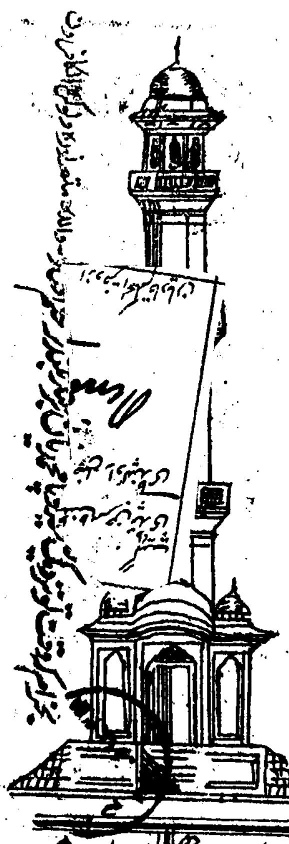
چہ گویم با تو گر آئی بہ دار قادیان بینی | دوا بینی شفا بینی غرض دار الامان بینی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

پیشگی قیمت سالانہ

(۱) عوام سے ۔ (۲) خواص و معاونین سے عـــہ (۳) ہندوستان سے باہر ۔ (۴) غیر مذہب والون سے ۔ (۵) اپنی جماعت کے غیر مستطیع دس روپیہ سے کم آمدنی والے لوگون سے ۔

نمبر ۴۴ | قادیان دار الامان مورخہ ۱۷ دسمبر ۱۹۰۵ء مطابق ۱۹ شوال ۱۳۲۳ھ | جلد ۹



## فہرست مضامین



# قادیان مین سکھا شاہی

ہم نے مانا کہ تغافل نہ کروگے لیکن
خاک ہو جائینگے ہم تم کو خبر ہونے تک

چونکہ اعلیٰ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی جماعت کو نرمی ۔ درگذر ۔ اور شر کا مقابلہ نکرنے کی تعلیم دیتے ہین اسلئے اکثر ناعاقبت اندیش اس بات سے فائدہ اٹھا کر اس غریب جماعت کو عموماً ہر جگہ دکہہ دیتے ہین مین آئے دن الحکم کے ذریعہ کسی نہ کسی مقام کی جماعت یا احمدیون پر مظالم کے حالات لکھتا رہتا ہون ۔ لیکن آج عرصہ کے بعد **آپ بیتی** یعنی خاص قادیان کے حالات لکھتا ہون ۔ اور یہ حالات اب نہایت خطرناک حالت اختیار کرتے جاتے ہین ۔ قادیان کے **سکھون** کی جماعت نے بارہا ہماری جماعت پر حملہ کیا ہے اور یہ تو ایک معمولی بات ہوگئی ہے کہ وہ ہمارے مزدورون سے کسیان اور لوکریان چھین کرلے گئے ہین جبکہ وہ ہمارے کام پر لگے ہوئے تھے بلکہ یہ کہنے مین مبالغہ نہین کہ یہان کے **سکھ زمیندار** ایک عرصہ سے ٹوکریون اور کسیون کی خرید سے بے فکر ہو چکے ہین ۔ انہین جب ضرورت ہوتی ہے وہ حملہ کر کے چھین لے جاتے ہین اور ہم خاموشی کے ساتھ ان کی ان حرکات کو دیکھا کرتے ہین لیکن اب صبر کی حد ہو چکی زیادہ انتظار کرنے کی طاقت ہم مین نہین رہی اسلئے ہم متواتر ان کے مظالم مقامی اور ذمہ دار حکام کو سنائینگے اور اپنے درد کی دوا انہین سے چاہینگے ۔

تازہ واقعہ ۱۴ دسمبر کی صبح کا ہے کہ بہت سے سکھون کا ایک گروہ میان **احمد نور** پر یلغار کر کے آپڑا ۔ اور اس غریب کو سخت مارا وہ کسی طرح انکے قبضہ سے نکلکر بھاگا اور بھاگ کر کسی مکان مین گھس کر پناہ لی ۔ تو یہ سکھا شاہی کرنے والے دلیر اور بہادر اسکے گھر کے دروازہ پر پہونچے ۔ دروازے کو توڑنے کی کوشش کی ۔ اور سخت گالیان دے رہے تھے کوئی اندر اینٹین پھینکتا تھا ۔ کوئی کچھ ۔ بڑی تشویش پیدا ہوئی ۔ آخر مرزا نظام الدین صاحب نمبردار اور نظام دفعہ دار قادیان کو اطلاع دی گئی وہ سنتے ہی موقع واردات پر پہونچے اور انہون نے آکر نہایت عقلمندی کے ساتھ اس حملہ آور گروہ کو منتشر کیا ۔ لیکن یہ لوگ بڑے جوش مین تھے ڈانگون اور لاٹھیون سے مسلح تھے ۔ اور کہتے تھے کہ بس مارو اور **خون** بہادو ۔ اس واقعہ کی اطلاع تھانہ مین **مظلوم** احمد نور نے جا کردی جسپر منشی سندہی خان صاحب ہیڈ کنسٹبل تفتیش کے لئے مامور ہو کر اسی روز شام کو آئے ۔ اور انہون نے نہایت سلامت روی کے ساتھ جیسا کہ ان کی عادت مین ہے موقعہ واردات کو دیکھا اور سب کے بیانات لئے ۔ اور ۱۶ کس کو ملزم قرار دیکر ۹ تاریخ کے لئے مقدمہ چالان کرنے کیواسطے مقرر کی ۔ یہ تو معمولی بات ہے ۔

اس امر سے ان لوگون کے جوش کا پارہ اور بھی چڑھ گیا ۔ اور مجھے معلوم ہوا ہے کہ اس فساد کی تہ مین یہان کے بعض اور لوگ ہین جنکی بابت غالباً بعض گذشتہ واقعات اور کاغذات سے مدد مل سکے گی کہ انہون نے کبھی ہماری مخالفت مین کوئی دقیقہ فروگذاشت نہین کیا ۔ جسکے متعلق مقامی سردار حکام یقیناً بے خبر نہین ہونگے ۔ قادیان کے بے طرفدار ہمارے مخالف بھی ایسی شہادت دے سکتے ہین کہ یہ لوگ ہم پر کئی مرتبہ حملے کر چکے ہین ایسی سکھا شاہی سرکار انگریزی کے راج مین **سخت اندھیر** ہے اور اگر اسکا تدارک نہ کیا گیا تو ہماری جان مال اور آبرو سخت اندیشہ اور خطرہ مین ہے اور اس امر مین **ایڈیٹر الحکم** کو محض اسوجہ سے کہ وہ ایسے معاملات مین قلم سے کام لیتا رہا ہے خصوصاً نشانہ بنایا گیا ہے جسکے لئے مین اپنے ضلع کے ذمہ دار حکام کو خصوصاً توجہ دلاتا ہون اور آیندہ خاص طور پر متوجہ کرنا چاہتا ہون ۔ جن لوگون کا یہ مجمع خلاف قانون ہو رہا ہے اور جو سازشین اور منصوبے ہمارے خلاف کئے جا رہے ہین اور اسکی تہ مین **جو امر ہے اسکا راز بھی عنقریب افشا کر دیا جاویگا** ۔

ایڈیٹر الحکم

## حیاتِ صافی

مخدوم الملۃ حضرت مولانا مولوی عبد الکریم صاحب رضی اللہ عنہ کی پاک لائف لکھنے کے لئے مین میٹریل بہم پہونچا رہا ہون اسلئے اگر کسی صاحب کے پاس مولوی صاحب کا کوئی خط (خواہ وہ کیسا ہی ہو) کوئی مضمون جو چھپا نہ ہو ۔ کوئی نظم یا اور تحریر ہو تو مجھے اسکی نقل صحیح بھیجدین ۔ اور یا آپ کی لائف کے واقعات مین سے کسی واقعہ کا علم ہو تو وہ بھی لکھ بھیجین علاوہ برین اگر کسی اخبار مین صاحب موصوف کے متعلق کوئی مضمون خواہ مخالف ہو یا موافق چھپا ہو تو ایسا اخبار بھی مجھے بھیجدیا جاوے یا اسکی صحیح نقل مع تاریخ نمبر و صفحہ اخبار ہو ۔ مین اگر زندہ رہا اور اللہ تعالیٰ نے توفیق دی تو انشاء اللہ العزیز جنوری مین اسکام کو شروع کرونگا ۔ ایڈیٹر الحکم ۔

# مسلمانوں کا ذخیرۂ علوم و فنون اور یورپ کی سرپرستی

## نمبر ۱

مسلمانوں کیلئے درحقیقت یہ بات سخت قابل شرم ہے۔ کہ جس میدان میں انہیں ہمت کا قدم رکھنا تھا آج اغیار وہاں بازی لے گئے ہیں۔ عربی زبان نہ صرف مسلمانوں کی مذہبی زبان ہے۔ بلکہ مسلمانوں کی جان۔ روح۔ عنصر جو کچھ کہو عربی ہے۔ مسلمانوں کے تمام علوم و فنون اسی خزانہ میں محفوظ ہیں۔ لیکن کیسی افسوس کی بات ہے۔ کہ آج بے بہا خزانہ پر یورپ کا قبضہ ہے۔ اور مسلمان خالی ہاتھ اسکی اس جرأت کو تک رہے ہیں۔ درحقیقت مسلمانوں کی غفلت سے عربی کا تمام سرمایہ تباہ ہونیوالا تھا۔ اگر یورپ اسکی حفاظت پر آمادہ نہ ہوجاتا۔ تاریخ۔ و ادب کی وہ بے بہا کتابیں جنکے الگ کر دینے کے بعد عربی کا۔ اور اسکے ساتھ مسلمانوں کا کچکول خالی ہوجاتا ہے۔ صرف یورپ کی سرپرستی سے آج دنیا میں نظر آرہی ہیں۔ صرف یہی نہیں کہ یہ سرمایہ یورپ کی بدولت بربادی سے محفوظ رہا۔ اور بجائے ایک کرم خوردہ نسخہ کے دنیا میں ہزاروں نسخے پیدا ہوگئے۔ بلکہ عربی زبان۔ اور عربی علوم کے متعلق یورپ کی زبانوں میں جسقدر معلومات اور تحقیقات کا ذخیرہ جمع ہوگیا ہے اونکو ہمارے علماء کے دماغوں میں ایک لمحہ کیلئے بھی جگہ نہ ملی ہوگی عربی کی علم اللسان، لغت۔ صرف۔ نحو۔ عروض او قوافی کے متعلق بیسیوں کتابیں۔ اس تحقیق اور جامعیت کے ساتھ لکھی گئیں ہیں۔ کہ اگر اس کا نصف حصہ بھی ہماری زبانوں میں آجائے تو بیش بہا معلومات سے مالا مال ہوجائیں۔

ڈاکٹر لائیٹنر ہماری اس افسوسناک غفلت کو محسوس کرکے لکھتے ہیں کہ مسلمان ہیں تو بہت مگر وہ جانتے کیا ہیں۔ اگر آج عربی کی کوئی عمدہ تاریخ یا کوئی عمدہ دیوان درکار ہو۔ تو یورپ سے منگانا پڑیگا۔ ابن خلدون۔ ابن رشد۔ ابن بطوطہ حاجی خلیفہ۔ ابن اثیر۔ اور مقریزی جو اسلام میں آسمان علم کے آفتاب ہیں۔ یہاں انکو کوئی جانتا ہی نہیں۔ تابط شرا۔ امرء القیس تجری۔ اور ابو تمام کا دیوان کتنے آدمیوں نے پڑھا ہوگا؟ یورپ میں صدہا آدمی یہ کتابیں پڑھتے ہیں۔ اور ترجمہ قرآن تو لاکھوں!!

ڈاکٹر لائیٹنر کو تو صرف اس کا افسوس ہے کہ اگر عربی کی کوئی عمدہ کتاب درکار ہو، تو مسلمانوں کو یورپ سے منگانا پڑیگی؛ لیکن ہمیں یہ افسوس ہے، کہ مسلمانوں کو یہ بھی نہیں معلوم۔ کہ یورپ نے عربی کی کون کونسی نایاب کتابیں چھاپی ہیں اور نہیں چھاپ کر ہم پر اور ہمارے علوم پر کتنا بڑا زبردست احسان کیا ہے اسلئے ہم چاہتے ہیں۔ کہ اس مضمون کے ذریعہ علمائے اسلام کو یورپ کی ان خدمات سے واقف کریں جنکی بدولت آج انہیں اس امر کا موقعہ حاصل ہے۔ کہ اپنے علمی ذخیرہ سے فائدہ اٹھا رہے ہیں۔ اس مضمون کے دو حصے ہیں۔ پہلے حصہ میں یہ دکھایا ہے۔ کہ یورپ کو عربی اور عربی علوم پر کب توجہ ہوئی۔ اور صرف و نحو۔ لغت و ادب کے متعلق کون کونسی قابل ذکر کتابیں یورپ کے زبانوں میں ترتیب دی گئیں دوسرے حصہ میں ان کتابوں کی مفصل فہرست دی ہے۔ جو یورپ کی کوششوں سے چھپکر شائع ہوئیں۔

یورپ کو عربی اور عربی علوم کیطرف کب توجہ ہوئی۔ اور کیونکر ہوئی۔ یہ بجائے خود ایک دلچسپ مضمون ہے جسکے بیان کی یہاں گنجایش ہے اور نہ ضرورت۔ صرف اسقدر بتلانا سلسلۂ مضمون کی لحاظ سے ضروری ہے۔ کہ عربی سے یورپ کب روشناس ہوا۔ اور کیوں کر عربی علوم و فنون مشرق سے مغرب میں منتقل ہوگئے

دنیا کے حیرت انگیز واقعات میں غالباً یہ واقعہ بھی عجیب و غریب ہے۔ کہ یورپ کی شائستگی کی بنا ایک ایسی پولیٹیکل خونریزی نے رکھی۔ جو دنیا کا سب سے زیادہ نقصان کرنیوالی جنگ تسلیم کیگئی ہے۔ گیارہویں صدی عیسوی میں جبکہ مسلمان ترقی کے انتہائی درجہ تک بلند ہوچکے تھے۔ یورپ میں ہر طرف تاریکی تھی۔ لیکن صلیبی لڑائیوں نے لیکایک یورپ کو موقع دیا کہ مسلمانوں کی شائستگی کا مطالعہ کرے بیت المقدس اور انطاکیہ میں جب رومی سلطنت قایم ہوگئی۔ اور مسلمانوں سے ملنے جلنے کے ذرائع وسعت کے ساتھ پیدا ہوگئے۔ تو یورپ کی آنکھیں کھلیں۔ اور مسلمانوں کی شائستگی کا سے پہلا تجربہ ہوا۔ شام میں قسمت آزمائی کرنے کے بعد جب یورپ کے جانبازوں نے مغرب کا رخ کیا۔ تو یہ اثر بھی اپنے ساتھ لیگئے کہ مسلمان علمی عملی ترقیات کے دنیا میں اکیلے مخزن ہیں۔ اور تہذیب و شائستگی کا سرچشمہ اسلامی دنیا کے سوا اور کہیں نہیں ملسکتا۔

اس اثر کا یہ نتیجہ ہوا کہ یورپ میں مسلمانوں کی ترقی اور شائستگی پر عام توجہ پیدا ہوگئی۔ اور یہ توجہ برابر بڑھتی گئی کیونکہ صلیبی حملوں کی بدولت بار بار یورپ کا اسلامی ممالک میں گذر ہوا۔ اور ہر مرتبہ مسلمانوں کی علمی ترقی کے حیرت انگیز آثار نظر آئے۔ اسلئے ایک طرف تو یورپ نے مسلمانوں کی تباہی کا بیڑہ اٹھایا۔ اور دوسری طرف اپنے حریف کی شاگردی پر آمادہ ہوگیا!

اس ذکر میں یہ ایک عجیب بات ہے۔ کہ چونکہ اس زمانہ میں یورپ میں عام تعلیم نہ تھی۔ اور لاطینی۔ و یونانی زبان کی تعلیم پادریوں اور ارکین سلطنت کیلئے مخصوص تھی۔ اسلئے مغرب سے مشرق کیطرف جس گروہ کا علمی تلاش میں اوّل قدم اٹھا۔ وہ مذہبی پیشواؤں کا مقدس گروہ تھا۔ حیرت یہ ہے کہ یہی گروہ آگے چلکر الحاد اور بے دینی کے پریشان خواب دیکھنے لگا۔ اور اسلامی فلسفہ کی اشاعت اسکی تعبیر بتلائی گئی۔ حالانکہ ابتدا میں اشاعت کا ذریعہ بھی یہی نادان گروہ ہوا۔

گیارہویں صدی کی اوائل سے مسلمانوں کے علوم و فنون پر یورپ کو توجہ ہوئی۔ اور چودھویں صدی کے اواخر تک فلسفہ کی تمام کتابیں لاطینی زبان میں ترجمہ ہوگئیں [1] ابتدا میں متعدد محکمہ قایم کرگئے۔ کہ لاطینی دان یہودیوں کی مدد سے فلسفہ کی کتابیں ترجمہ کیجائیں۔ پھر پوپ **اکلرسنڈس ہفتم** کے حکم سے عربی اور دیگر مشرقی زبانوں کی تحصیل کیلئے یورپ سے نوجوان طلبا اندلس روانہ کئے گئے [2] اندلس میں چونکہ خود عیسائی اور یہودی فلسفہ میں مسلمانوں کے شاگرد رشید تھے۔ اسلئے یورپ کی طلبا انکی اعانت سے فایدہ اٹھا کر بہت جلد عربی اور عبرانی میں قابلیت حاصل کرلیتے۔ اور فارغ التحصیل ہوکر علمی کتابوں کی ترجمہ میں مشغول ہوجاتے [3]

جن لوگوں نے یورپ کے مختلف حصوں سے اندلس کا سفر کیا۔ اور عربی زبان سے واقفیت پیدا کرکے علمی تراجم میں مشغول ہوئے۔ ان کے نام آج تاریخی صفحات پر موجود ہیں۔ ان میں بہت سے طالبعلم ایسے ہیں۔ جنہوں نے طلب علم میں حب الوطنی کے تقید سے خود کو ہمیشہ کیلئے آزاد کرلیا۔ اور ساری عمر طلیطلہ کے پرائیویٹ مدرسوں۔ اور قرطبہ کے دارالعلوم میں صرف کردی۔ کچھ طالبعلم ایسے ہیں۔ جو فارغ التحصیل ہونے کے بعد مشرق کے ممتاز ملکوں کی خاک چھانتے پھرے اور ایک عرصہ کی تلاش و تحقیق کے بعد جب سرزمین مغرب میں قدم رکھا۔ تو اسلامی علوم و فنون کی معلومات سے ان کا کاسۂ دماغ لبریز تھا۔ **بارٹومن کریمون** اس زمانہ کا مشہور طبیب۔ اور ہیئت دان ہے۔ یہ اپنے وطن اٹلی سے نکلکر محض عربی کے شوق میں طلیطلہ پہنچا اور ایک عرصہ کی اقامت کے بعد جب کافی قابلیت حاصل کرلی۔ تو متعدد کتابوں کا عربی سے لاطینی میں ترجمہ کیا۔

**پیٹرز مارٹٹ** ایک فرانسیسی پادری تھا جسکو جغرافیہ کا شوق دامنگیر ہوا۔ اسی شوق میں اندلس کا سفر کیا۔ افریقہ کی خاک چھانی۔ اور مدت کی آوارہ گردی کے بعد مسلمانوں سے اس علم کو حاصل کیا۔

**ڈنیل مارلی** اور **پیٹرز** ماکر نے اسیطرح اندلس کا سفر کرکے عربی زبان سے واقفیت پیدا کی۔ آخرالذکر نے قرآن شریف کا عربی سے ترجمہ بھی کیا۔ اور آنحضرت کی سوانح عمری بھی لاطینی میں ترتیب دی [1]

ان کے علاوہ اور بہت سے لوگوں کے نام تاریخ میں پائے جاتے ہیں جنمیں سے بعض کے ترجمے اور تصنیفات اسوقت تک یورپ میں موجود ہیں [2] ان کوششوں نے یورپ کو مسلمانوں اور مسلمانوں کے علوم سے واقف کردیا۔ اور اسلامی فلسفہ نے عام طور پر مقبولیت حاصل کرلی۔

لیکن چونکہ یورپ میں اسوقت تک عربی زبان کی کوئی باضابطہ درسگاہ نہ تھی اسلئے عربی زبان سے وہی خوش قسمت اشخاص واقفیت حاصل کرسکتے تھے جنمیں مشرقی ممالک کے سفر اور وہاں کے کثیر اخراجات اور دقتوں کی متحمل ہونیکی طاقت تھی۔ لیکن سولھویں صدی سے عربی زبان کی باضابطہ تعلیم خود یورپ میں شروع ہوگئی ۱۶۱۲ء میں پوپ **گری گورس** پوپ نے روم میں ایک انجمن قایم کی۔ جسکا مقصد اگرچہ مسیحی عقاید کی اشاعت تھا مگر اس کے قیام سے بہت بڑا ضمنی فائدہ یہ ہوا کہ عربی زبان کی تعلیم پر یورپ کو توجہ ہوگئی۔ اسکے بعد ہی ۱۶۲۷ء میں خاص **پوپ اربانس** کے حکم سے اس انجمن کی متعلق مشرقی زبانوں کا ایک مدرسہ قایم کیا گیا تاکہ نوجوان پادری مشرقی زبانوں کی تعلیم پاکر اشاعت مذہب کیغرض سے باہر جاسکیں

---

[1] سیاحۃ المعارف۔ [2] سیاحۃ المعارف صفحہ ۲۹۰ [3] ایضاً صفحہ ۲۹۰ و ۳۲۱

[1] سیاحۃ المعارف صفحہ [2] انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا

اس مدرسہ میں خاص طور پر عربی اور سریانی زبانوں کے پروفیسر مشرقی ممالک سے بلوا کر مقرر کئے گئے تھے۔ عربی کتابیں پہلے پہل دنیا میں اسی مدرسہ کی بدولت چھپکر شایع ہوئیں۔ تعلیم کیلئے ضرورت ہوئی کہ صرف و نحو اور ادب کی کتابیں بکثرت مہیا ہوں اسلئے چند رسالے خود پروفیسروں نے لکھے۔ اور کچھہ کتابیں قدیم زمانہ کی لکھی ہوئیں دستیاب کیں۔ اور انہیں نہایت اہتمام سے طبع کرا کر شایع کیا۔

صرف و نحو عربی کی جو کتابیں یورپ میں لکھی گئیں اس انجمن نے عربی کیلئے جو کچھہ کیا وہ درحقیقت ایک مذہبی کام تہا۔ لیکن اسی زمانہ میں کچھہ لوگ ایسے پیدا ہوگئے جنہوں نے محض ذاتی کوشش اور مذاق سے عربی زبان میں قابلیت بہم پہونچائی اور پہر صرف و نحو اور ادب و لغت کی کتابیں لکھکر یورپ میں اس مذاق کو عام کیا۔ ان لوگوں میں پہلا شخص آرپی نیو نامی ایک عالم ہے جو ہالینڈ کا باشندہ تہا۔[۲] مشرقی زبانوں کے شوق میں وطن سے نکلکر دور دراز ملکوں کی سیاحت کی اور متعدد زبانوں کو حاصل کر کے ۱۶۱۲ء میں ہالینڈ واپس آیا۔ ہالینڈ میں چونکہ اسکی قابلیت کی شہرت پیشتر ہی سے ہو چکی تھی۔ اسلئے پہونچتے ہی لیڈن یونیورسٹی کا پروفیسر ہوگیا۔ اسکی زندگی کا بڑا کارنامہ یہ ہے۔ کہ ہالینڈ کے مدرسوں میں عربی زبان کی تعلیم داخل ہوگئی اور صرف و نحو عربی میں سب سے پہلی ایک رسالہ ترتیب دیا[۳]

آرپی نیو کے بعد لافن وارنر نامی ایک شخص نے عربی کیطرف خاص توجہ کی۔ یہ عالم ۱۶۱۹ء میں پیدا ہوا۔ اور ۱۶۶۵ء میں وفات پائی۔ ۱۶۴۱ء میں مشرقی ممالک کا سفر کر کے عربی کی نادر کتابیں جمع کیں اور لیڈ یونیورسٹی کے کتب خانہ میں داخل کر دیں۔

سترہویں صدی کے اواخر تک اسی طرح خاص خاص لوگوں کی کوشش سے عربی لٹریچر کا مذاق ترقی کرتا رہا۔ لیکن اٹہارہویں صدی کے اوائل سے یورپ میں عربی کا وہ نیا دور شروع ہوا جس نے موجودہ زمانہ کی عظیم الشان توجہ کی بنا رکہی۔ اس دور کا افتتاح ایک فرانسیسی عالم پروفیسر سیل و سٹر[۱] کی تصنیفات سے ہوا۔ جو نہ صرف عربی کا ماہر تہا بلکہ مشرق کی دیگر مشہور زبانوں میں بہی کافی مہارت رکہتا تہا علاوہ اور تصنیفات کے اسکی ایک نہایت بلند پایہ تصنیف عربی کی مبسوط صرف و نحو ہے جسکی دو ضخیم جلدیں ۱۸۱۰ء میں چھپکر شایع ہوئیں۔ اس کتاب میں مصنف نے ایک مفید التزام یہ کیا ہے۔ کہ جن جن صرفی و نحوی مسایل کو لکہا ہے ان کے متعلق بطور شواہد کے عربی اشعار بہی پیش کر دیئے ہیں[۱]

اس دور میں چند اسباب ایسے جمع ہوگئے جن سے عربی پر یورپ کو غیر معمولی توجہ ہوگئی۔ منجملہ ان کے ایک بڑا سبب انگریزوں کا ہندوستان پر تسلط ہے۔ مسلمانان ہند کا یہ زمانہ اگرچہ زمانہ انحطاط تہا۔ مگر پہر بہی عربی تعلیم کا مذاق عام طور پر موجود تہا۔ یہاں تک کہ لکھنو اور دہلی کے جو علما آج زیادہ مشہور ہیں۔ وہ اسی آخری دور کی یادگار ہیں۔ اسلئے انگریزوں کو بہی عربی پر توجہ ہوئی۔ اس توجہ سے جو مفید نتائج پیدا ہوئے انمیں ایشیاٹک سوسائٹی بنگال اور بمبئی کا نام خصوصیت کے ساتہ قابل ذکر ہے۔ لیکن اسکا مفصل بیان آگے آئیگا۔ یہاں اسقدر لکہدینا کافی ہے۔ کہ انگریز بہی فرانسیسیوں کیساتہ اس دور میں برابر کے شریک رہے مشہور انگریز عالم لمسڈن[۱] نے کلکتہ میں چند مولویوں کی مدد سے ایک عمدہ کتاب صرف و نحو پر لکہکر ۱۸۱۳ء میں شائع کی اسیطرح کلکتہ میں دو اور رسالے اسی زمانہ کے قریب قریب شایع ہوئے جنمیں سے ایک رسالے میں عربی کی چھوٹی بڑی حکائتیں جمع کی ہیں اور دوسرے رسالہ میں الف لیلہ کے تیسرے حصہ کا انتخاب اور ترجمہ تہا۔ اس دور میں صرف و نحو کی تین کتابیں اور قابل ذکر لکہی گئیں۔

(۱) علامہ ای والڈ جرمنی کی صرف و نحو عربی ۱۸۳۱ء سے ۱۸۳۳ء تک چھپکر لیپزیگ سے شائع ہوئی۔

(۲) علامہ کاسپری کی صرف و نحو پہلی مرتبہ ۱۸۴۸ء میں چھپکر لیپزیگ سے شائع ہوئی۔ پہر علامہ اگسٹس نے ترمیم و تہذیب کے بعد ۱۸۵۹ء میں دوبارہ شائع کیا۔ یہ کتاب اسقدر مقبول ہوئی کہ ۱۸۸۷ء تک اس کے پانچ ایڈیشن نکل چکے تھے۔

(۳) پہر ۱۸۵۹ء میں ایک انگریز عالم رائٹ نے کاسپری کی صرف و نحو کو چند مطالب بڑہا کر انگریزی ترجمہ کے ساتہ دو جلدوں میں مرتب کیا۔ جو لنڈن میں چھپکر شائع ہوئی۔

یورپ کے علما نے جب عربی زبان پر توجہ کی تو ان کو صرف و نحو کی ایسی کتابوں کی تلاش ہوئی۔ جو ان کے لئے مفید ہوں۔ جب ایسی کتابیں نہیں ملیں۔ تو خود انہوں نے کوشش کر کے کتابیں تصنیف کیں۔ اور آنیوالے زمانہ کیلئے عربی زبان کی تعلیم کا سامان مہیا کیا۔ اس دور میں جتنی کتابیں لکہی گئیں وہ اسی کوشش پر مبنی ہیں۔

لیکن بڑا احسان جو یورپ نے عربی زبان پر کیا۔ وہ ان محققانہ لغتوں کی ترتیب ہے جنکی نظیر عربی میں نہیں ملسکتی سب سے پہلا لغت جو یورپ نے عربی کے جو لغت ترتیب دئیے[؟] میں شایع ہوا وہ جیجیوس نامی ایک فاضل مستشرق کی تصنیفات ہے جو اٹلی کا رہنے والا تہا۔ پہر علامہ جولیس نے اسکی تقلید کی۔ اور ۱۶۵۳ء میں اپنا عربی لغت لیڈن سے شائع کیا یہ دونو لغت چونکہ صرف عربی کے تھے اسلئے علامہ مائنسکی نے دو نہایت ضخیم جلدوں میں مشرق کی تین مشہور زبانوں عربی، فارسی، ترکی۔ کا ایک جامع لغت طیار کیا اور ہر لفظ کا مطلب لاطینی اور جرمنی دونوں زبانوں میں

---

[۲] سال ولادت ۱۵۸۴ء اور سال وفات ۱۶۲۴ء ہے صرف و نحو کی علاوہ اور تصنیفات حسب ذیل ہیں عربی تعلیم کا ابتدائی رسالہ۔ عربی اور عبرانی کا باہمی تعلق۔ عہد جدید کا عربی میں ترجمہ۔ چند کتابوں کا عربی سے لاطینی میں بہی ترجمہ کیا لیکن انکا تفصیلی حالات معلوم نہیں۔

[۱] اس کا پورا نام "آن ٹوان ایزک سیل وسٹر دے ساسی" ہے بچپن میں صحت کی حالت اچھی نہ تہی۔ اسلئے ابتدائی تعلیم ایک پرائیویٹ استاد سے حاصل کی۔ باوجود اسکی ذہن اسقدر تیز تہا کہ کم عمری ہی میں یونانی اور لاطینی میں کافی لیاقت پیدا کر لی۔ بارہ برس کی عمر میں ایک فاضل راہب کی ملاقات ہوئی۔ جسکا نام "بے تی ڈیگ ٹامین" تہا۔ اس راہب کی صحبت سے مشرقی زبانوں کا شوق پیدا ہوا اور دس برس کی محنت اور مطالعہ سے مشرق کی سات مشہور زبانوں میں غیر معمولی قابلیت حاصل کر لی ۱۷۸۰ء میں جبکہ اسکی عمر صرف بیس برس کی تہی۔ انجیل کے بعض قیمتی مسایل کا پتہ لگایا۔ اور ۱۷۸۵ء میں اکاڈیمی آف انس کرپشن (یعنی قدیم کتبہ جات کی انجمن) کو دو قابلقدر یادگاریں نذر دیں۔ ان دو کارناموں نے اسکی شہرت دور دور تک پہنچا دی۔ اور یورپ کی تمام علمی انجمنیں اسکی قدردانی کیلئے آمادہ ہوگئیں۔ یہ وہ زمانہ تہا کہ فرانس میں ہر طرف پولیٹکل بے چینی پیدا ہوگئی تہی اور عنقریب بغاوت کی آگ مشتعل ہونیوالی تہی ۱۷۸۹ء میں یکایک یہ آگ بہڑکی۔ اور فرانس میں انقلاب ہوگیا۔ اس نے اطمینانی کے زمانہ میں وہ مشرقی لٹریچر کی بعض اہم تحقیقات میں مشغول تہا۔ کچھہ عرصہ کی خونریزی کے بعد جب دوبارہ بادشاہت قائم ہوئی۔ تو گورنمنٹ کیطرف سے اسکی خاص طور پر قدردانی کیگئی۔ اور جنیوا بہیجا گیا۔ تاکہ ان مشرقی نسخوں کا مطالعہ کرے۔ جو اس شہر میں محفوظ تہے۔ ۱۸۰۶ء میں جنیوا سے واپس آیا۔ اور اپنی تحقیقات کی رپورٹ اکاڈیمی میں پیش کی۔ پہر ۱۸۰۶ء میں فارسی لٹریچر کا پروفیسر مقرر کیا گیا۔ اور نپولین اول شاہ فرانس نے بیرن کے عہدہ پر سرفراز کیا اس عرصہ میں فرانس کی پولٹیکل حالت میں دوبارہ انقلاب شروع ہوا اور ۱۸۱۵ء میں بادشاہت کا خاتمہ ہو کر نئے سرے سے بوربون قایم ہوئی اس زمانے سے دی ساسی کی نئی زندگی شروع ہوتی ہے۔ اول سررشتہ تعلیم کی کونسل کا ممبر مقرر کیا گیا۔ پہر ایشیاٹک سوسائٹی پیرس کا پریذیڈنٹ منتخب ہوا۔ یہ ایک ایسی علمی جماعت ہے جسکی بالذات بہی وہ بہت کچھہ مدد کیا کرتا تہا۔ دی فلپ کے عہد میں شاہی توجہ پہر مبذول ہوئی اور شاہی کتبخانہ کے مشرقی حصہ کا محافظ اور اکاڈیمی آف انس کرپشن کا لایف سکرٹری مقرر کیا گیا۔ اس ممتاز محقق نے منجملہ دیگر کتابوں کے عربی صرف و نحو پر ایک ضخیم کتاب لکہی۔ جو پندرہ سال کی مسلسل محنت کا نتیجہ ہے اسکی زندگی کا بڑا کارنامہ یہ ہے کہ اسی کی کوشش سے پارس میں اردو و سنسکرت اور چینی زبانوں کے پروفیسر مقرر ہوئے۔ اور اسی کی تجویز و ہدایت سے روس اور جرمنی میں مشرقی زبانوں کی تعلیم شروع ہوئی سال ولادت ۱۷۵۸ء اور سال وفات ۱۸۳۸ء صرف و نحو کے علاوہ اسکی دیگر تصنیفات حسب ذیل ہیں۔ تذکرہ شعرائے عجم، اصول عامہ صرف و نحو۔ اسمیں مختلف مصنفین عرب کے کلام نظم و نثر کا انتخاب ہے ایک عربی قصہ کا ترجمہ۔ قدامت فارس۔ مذہب دروز کے حالات۔ یہ آخری تصنیف ہے۔ اسمیں شام کے ایک پر اسرار مذاہب کے حالات درج کئے ہیں انسائیکلو پیڈیا بریٹانی کا اور نیل۔

[۱] اس کا پورا نام لمسڈن میتہو ایل ایل ڈی ہے فورٹ ولیم کالج کلکتہ کا عربی۔ اور فارسی کا پروفیسر تہا۔ عربی کے علاوہ فارسی میں بہی اسکی ایک صرف و نحو موجود ہے ۱۸۲۰ء میں ایسٹ انڈیا کی ملازمت ترک کر کے انگلستان گیا۔ اور علمی مشاغل میں مصروف رہا۔ ولادت ۱۷۷۷ء وفات ۱۸۳۵ء

[۲] وقایع ولیم نامولیس مصنفہ مولوی کبیرالدین احمد مرحوم کا دیباچہ

درج کیا۔ اس لغت کا نام **کنز اللغات الشرقیہ** ہے ۱۸۶۲ء میں وائنا دارالسلطنت آسٹریا سے چھپکر شائع ہوا۔

اس کے بعد علامہ **فرائیٹاگ** نے چار جلدوں میں اور **کازی مرسکی** نے فرنچ میں اور **باڈجر** اور **لین** نے انگریزی میں چار لغت تیار کئے جو ۱۸۳۰ء سے ۱۸۸۱ء تک چھپکر شائع ہوئے ان میں پہلا لغت یورپ میں زیادہ مشہور اور متداول ہے۔

ان سات لغتوں میں چھ لغت عربی کے عام لغتوں کیطرح ہیں جنہیں کوئی خاص تحقیق یا جامعیت نہیں پائیجاتی۔ لیکن ساتواں لغت علامہ **لین** کا اس لحاظ سے قابل تعریف ہے کہ اس میں مصنف نے نہایت کوشش سے عربی کے تمام قاموس جمع کئے اور انگریزی میں ایک جامع لغت طیار کیا۔

لیکن جس بے نظیر لغت نے عربی کو ہمیشہ کے لئے مرہون منت بنالیا۔ وہ مشہور فرانسیسی مستشرق پروفیسر دوزی کا قاموس ہے یعنی اضافہ لغت عربی پر۔ شمس العلماء مولانا **شبلی** نعمانی کے کتب خانہ میں یہ لغت میری نظر سے گذرا، دو ضخیم جلدوں میں وہ تمام الفاظ اور مصطلحات جمع کئے ہیں جو عربی کے کسی لغت میں نہیں ملتے۔ کامل پچاس برس کی محنت اور تلاش سے یہ بے نظیر لغت تیار ہوا۔ تاریخ وادب اور علوم وفنون کی سیکڑوں کتابیں چھان ڈالیں اور جہاں کہیں اس قسم کے الفاظ ملے جمع کرلئے۔ پھر سیکڑوں کتابوں کی ورق گردانی کرکے نہایت کوشش سے ان کا سراغ لگایا اور تحقیق وتنقید کے بعد جو مفہوم ثابت ہوا اسے لفظ بلفظ درج کیا پہلی جلد کی ابتدا میں ان کتابوں کی فہرست دی ہے۔ جن سے اس لغت کی ترتیب میں مدد لیگئی۔ اس کے دیکھنے سے اس محقق کی تلاش وتحقیق کا سرسری اندازہ ہوسکتا ہے۔ کہ کون کون سی نایاب کتابیں جمع کیں۔ اور کس طرح ان سے مبہم اور مشکوک الفاظ کا پتہ لگایا۔

مسلمانوں نے جب اسپین فتح کرکے ایک متمدن سلطنت کی بنا ڈالی۔ تو آٹھ سو برس کے اثر نے اسپین کی ملکی زبان میں عربی کے سیکڑوں لفظ داخل کردیئے۔ یہ الفاظ آج بھی اسپینی زبان میں موجود ہیں۔ مگر اختلاف لب ولہجہ نے انکی صورت اسطرح بدل دی ہے۔ کہ ان کا سراغ لگانا آسان نہیں ہے۔

پروفیسر **دوزی** نے مدت کی محنت سے ایک لغت طیار کیا ہے جسمیں عربی کے وہ تمام الفاظ جمع کئے ہیں۔ اور دکھلایا ہے کہ ان لفظوں نے موجودہ صورت کیونکر اختیار کی اور عربی میں انکی اصلی صورت کیا تھی!

افسوس ہے کہ یہ دونوں بے نظیر لغت فرنچ میں ہیں۔ اور ہم براہ راست ان سے فائدہ نہیں اٹھا سکتے،

**ادب عربی کے منتخبات**

ان کتابوں کے علاوہ ایک اور چیز قابل ذکر ہے۔ یورپ نے عربی علم ادب کے نہایت مفید **منتخبات** ترتیب دیئے ہیں اور ان **منتخبات** میں ادب کی بعض ان کتابوں کا انتخاب ہے جو اس وقت تک چھپکر شائع نہیں ہوئیں۔ اور یورپ کے خاص خاص کتبخانوں میں محفوظ ہیں۔ انہیں سے بعض منتخبات میں عربی کی قدیم شاعری کے نمونے دیئے ہیں۔ بعض میں ضرب الامثال اور عرب کی اصطلاحات جمع کئے ہیں۔ اس قسم کی چودہ کتابوں کے نام اسوقت ہمارے پیش نظر ہیں جنمیں سے دو کتابیں بیروت میں۔ اور باقی لنڈن۔ برلن اور پارس وغیرہ میں چھپی ہیں۔

**لغت دارجہ کی صرف ونحو**

آجکل جو عربی عام طور پر نجد کے علاوہ تمام عرب میں مستعمل ہے اسکو **لغت دارجہ** کہتے ہیں۔ یورپ نے دارجہ کے بھی صرف نحو لکھے ہیں۔ اور نہایت اہتمام سے لکھے ہیں۔

سب سے پہلے **کائنس** نامی مستشرق نے ۱۸۱۳ء میں دارجہ کی صرف ونحو لکھی اور اسپین میں چھپکر شائع ہوئی۔ پیر دوسیے نے لکھکر اپنا سے شایع کی۔ اسیطرح ۱۹۰۵ء تک بارہ کتابیں شائع ہوچکی ہیں جنمیں صرف ایک کتاب مصر کے ایک مسلمان عالم کی تصنیف ہے جو غالباً یورپ ہی کی تحریک سے لکھی گئی۔

**لغت دارجہ کے مجموعہ امثال**

صرف ونحو کے علاوہ لغت دارجہ کی ان ضرب المثلوں کو بھی (جو عام زبانوں پر چڑھی ہوئی ہیں) یورپ کے بعض عالموں نے نہایت کوشش سے جمع کیا ہے۔ اور عرب کے مختلف حصوں کے مجموعے الگ الگ ترتیب دیئے ہیں مثلاً علامہ **لینڈبرگ** نے خاص شام کی ضرب المثلیں جمع کی ہیں۔ **باوچر** نے صرف مکہ معظمہ کی امثال ترتیب دیئے ہیں۔ ان مجموعوں کے علاوہ **سوسین** نامی ایک مصنف نے ایک مجموعہ امثال، ترتیب دیا ہے جسمیں عام طور پر دارجہ کی تمام امثال۔ اور حکیمانہ مقولے جمع کئے ہیں۔ امثال کے علاوہ جو قصے۔ اور چھوٹی چھوٹی حکائتیں عرب کے مختلف خطوں میں مشہور ہیں اور جن سے ان کے اخلاق وعادات اور طرز معاشرت کا پتہ چلسکتا ہے جرمنی کے چند مستشرقوں نے انکو بھی نہایت تلاش سے جمع کیا ہے۔ اس قسم کی تین کتابیں زیادہ مشہور ہیں۔

(۱) **سوسین** کا مجموعہ حکایات جسمیں موصل اور ماردین کی حکائتیں جمع کی ہیں۔ یہ رسالہ مضمون کی صورت میں جرمنی کے ایک اخبار میں شائع ہوا تھا۔

(۲) **سبی ٹابیک** کا مجموعہ جو ۱۸۳۸ء میں لیڈن سے چھپکر شائع ہوا

(۳) **لینڈبرگ** کا مجموعہ جو ۱۸۸۳ء میں شائع ہوا

(الندوہ)

# دارالامان کا ہفتہ

۱۔ اعلیٰ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آپکے متعلقین خدا تعالیٰ کے فضل وکرم سے بہمہ وجوہ تندرست اور حمد الٰہی کرتے ہیں

۲۔ بزرگان ملت کی صحت کی خبر قوم کے لئے دل خوش کن ہے۔ فاضل امروہی تشریف لے آئے ہیں اور اس مرتبہ امید کیجاتی ہے کہ بہت دیر تک یہاں قیام فرمائیں گے۔

۳۔ حافظ مولوی غلام رسول صاحب وزیرآبادی حج بیت اللہ کیلئے جانیوالے تھے مگر وہ سفر بوجوہات ملتوی ہوگیا حافظ صاحب نے اسکی بجائے قادیاں ٹھہر کر فایدہ اٹھانا ضروری سمجھا اور وہ اب قادیاں میں ہیں امید کیجاتی ہے کہ وہ مستقل طور پر قادیاں رہنے کا انتظام کریں۔

۴۔ موسمی حالت کے متعلق سردی چمک اٹھی ہے آسمان کئی دنوں سے ابر آلود ہے۔ ابھی بارش نہیں ہوئی کسی موسمی بیماری کی اسوقت تک چھیڑ چھاڑ نہیں۔ الحمد للہ

**۵**۔ سڑک بٹالہ کے متعلق یہ امر قابل اطمینان ہے کہ اسپر نئی مٹی ڈالدی گئی ہے اور وہ حصہ جو قادیان تک سڑک سے الگ ہوکر آتا ہے درست کردیا گیا ہے گو جبتک اس حصہ کو پختہ اور اونچا نہ کیا جاویگا اسکی موجودہ حالت برسات میں آرام دہ ہونے کی بجائے تکلیف دہ ہوگی

# تازہ الہامات

۱۴۔ دسمبر ۱۹۰۵ء۔ كَثُرَتْ فِتْنَةٌ

۱۴ دسمبر ۱۹۰۵ء جَاءَ وَقْتُكَ۔ وَنُبْقِي لَكَ الْآيَاتِ

۲۔ قَرُبَ وَقْتُكَ وَنُبْقِي لَكَ آيَاتٍ بَيِّنَاتٍ

ترجمہ۔ ۱۔ فتنہ بڑا ہوگیا۔

۱۔ تیرا وقت آگیا۔ اور ہم تیرے واسطے روشن نشان باقی رکھینگے

۲۔ تیرا وقت قریب آگیا اور ہم تیرے واسطے کھلے نشان باقی رکھیں گے۔

فرمایا ان الہامات میں الفاظ باہرات بینات بطور صفت کے طور پر نہیں آئے بلکہ حال کے طور پر آئے ہیں اور دوام کا فایدہ دیتے ہیں جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ چمکتے ہوئے اور کھلے نشانات اس سلسلہ کی صداقت کیواسطے ہمیشہ قایم رہیں گے یہ خدا تعالیٰ کی لطف اور مدارات اور احسان کا بڑا نمونہ ہے۔ اور اسمیں بڑی خوشی ہے۔ اللہ کے الفاظ شوکت کیساتھ تسلی دیتے ہیں کہ تم تردد نہ کرو۔ اس سلسلہ کے قیام کے اصل مقصد کو ہم پورا کردیں گے۔ ہم نہیں کہہ سکتے کہ وہ باہرات اور بینات کیا ہیں۔ مگر ایک بڑی شکر اور سجدہ کا مقام ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ایسی ایک عظیم الشان بشارت نازل فرمائی۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل وکرم سے اس سلسلہ کی تائید میں ایسے کام کرنیگا جن سے بہت تبدیلی ہوگی۔ اور دنیا پر ایک عظیم اثر پڑے گا + ایک پرانا الہام حضرت صاحب نے دوبارہ سنایا اور وہ یہ ہے۔

**بہت سی حادثات اور عجائبات کا سونچکے بعد تیرا حادثہ ہوگا**

۱۶۔ دسمبر ۱۹۰۵ء (۱) قَالَ رَبُّكَ إِنَّهُ نَازِلٌ مِنَ السَّمَاءِ مَا يُرْضِيكَ۔ رَحْمَةً مِنَّا وَكَانَ أَمْرًا مَقْضِيًّا۔ قَرُبَ مَا تُوعَدُونَ (۲) أَمْرَاتُ نَافِذًا

ترجمہ۔ کہا تیرے رب نے بتحقیق وہ نازل کرنیوالا ہے آسمان سے وہ امر جس سے تو خوش ہوجائیگا۔ یہ رحمت ہے ہماری طرف سے۔ اور یہی ابتدای سے مقرر اور فیصلہ شدہ امر ہے۔ قریب ہے وہ شے جسکا تم وعدہ دیئے گئے ہو + میں نے یہ حکم نافذ کردیا ہے۔ یعنی اٹل ہے۔

# روزانہ کے متعلق فیصلہ

روزانہ الحکم کا نمونہ شائع کیا گیا بعض خاص احباب کو علیحدہ خطوط کے ذریعہ خریداری اور توسیع اشاعت پر متوجہ کیا گیا اسکا نتیجہ الحمد للہ قابل شکرگذاری ہے یعنی جسقدر درخواستیں میں روزانہ کے اجرا کیلئے ضروری سمجھتا تھا وہ درخواستیں پوری ہو چکیں مگر وہ تمام مشتاق اور قدردان ناظرین یہسنکر افسوس کرینگے کہ **فی الحال روزانہ جاری نہوگا** اسکی وجہ کیا ہے؟ اسکی بنا ایک رویا ہے جسمیں حضرت مخدوم الملۃ کو میں نے دیکھا اور مجھے فرماتے ہیں **روزانہ ہفتہ وار کردو اور ہفتہ وار کو روزانہ** اسکی تعبیر اور تاویل جو سمجھی گئی ہے وہ یہی ہے کہ ابھی روزانہ کو ہفتہ وار رہنے دو۔ اسلئے میں تمام احباب کو سردست کسی اور وقت کا انتظار

# حضور ولیعہد بہادر

*شاہی سیاحت کے ضمن میں خود حضور ولیعہد بہادر کے مختصر حالات زندگی دلچسپی سے پڑھے جائینگے۔ اس لئے انہیں روزنامہ پیسہ سے اقتباس کرکے درج کیا جاتا ہے۔ ایڈیٹر۔*

حضور شہزادۂ جارج فریڈرک ارنسٹ البرٹ آف ویلز ۳ جون ۱۸۶۵ء روز شنبہ کو ایک بج کر ۱۸ منٹ پر مارلبرو ہوس میں پیدا ہوئے اسوقت آپ کے والد ماجد کے علاوہ زچہ خانہ میں لارڈ چیمبرلین اور شاہی بیگمات موجود تھیں۔ لنڈن گزٹ کے ذریعہ سے یہ خوشخبری اسی روز فاضل شہر میں مشتہر ہوئی۔ جسپر ہر شخص نے خوشی منائی۔ اسی سال ۷ جولائی کو ونڈسر کیسل میں نام رکھنے کی رسم ادا کی گئی۔ ڈچیز آف کیمبرج آپ کی دینی ماں اور ڈیوک آف کیمبرج دینی باپ بنے۔ پیدائش کے ایک ماہ بعد ہی اتفاقاً شب کو آپ کے خواب گاہ کی چھت کو آگ لگ گئی مگر آپ مع اپنے بھائی اور والدہ معظمہ کے فوراً کمرہ سے علیحدہ کر دیئے گئے دوران قیام انگلستان میں آپ کی پرورش مارلبرو ہوس یا سنڈرنگہم میں ہوتی تھی اور خود آپ کی مادر محترمہ آپ کی تعلیم و ترتیب میں بنفس نفیس دلچسپی لیتی تھیں چنانچہ منجملہ اپنے اور بچوں کے آپکی بسم اللہ بھی جناب موصوفہ ہی نے فرمائی تھی۔ اور جرمنی اور فرانسیسی زبانوں میں گفتگو کرنے کے لئے جرمن اور فرنچ لیڈیاں مقرر کر دی تھیں مذہبی تعلیم پادری جان نیل ڈالٹن کے سپرد تھی۔ اگست ۱۸۷۰ء میں زمانہ تعطیل رنہم میں شہزادی مے آف ٹک صاحبہ (موجودہ پرنسس آف ویلز) کے ساتھ آپ کو کھیلنے کا موقع ملا۔ فیاض قدرت نے بچپن ہی سے حضور والا کو زندہ دلی۔ خوش مزاجی اور تیز فہمی عطا فرمائی ہے۔ چنانچہ پادری ولبرفورس کیہ خطوط میں اپنے ایک دوست کو لکھتے ہیں۔ کہ "جارج بہت خوش مزاج۔ تیز اور زندہ دل ہے" اسی طرح تیراکی شہسواری اور کرکٹ کا شوق بھی آپ کو خوردسالی ہی سے تھا۔ جب آپ کی عمر ۱۲ سال کی ہوئی۔ تو آپ کی تعلیم کا مسئلہ اراکین خاندان کے روبرو پیش ہوا بعض لوگوں کا خیال تھا کہ اور شہزادوں کی طرح آپ بھی ایٹن کالج میں بھیجے جائینگے۔ مگر ملکہ معظمہ نے آپ کے لئے بحری تعلیم پسند فرمائی اور آپ مع شہزادۂ البرٹ وکٹر کے ۵ جون ۱۸۷۷ء کو جہاز "برطانیہ" پر بھیجدیئے گئے اور دو سال تک فیرفیکس کی ماتحتی میں کام سیکھتے رہے مسٹر لالیس آپ کے خاص استاد تھے جہاز پر آپ میں اور دوسرے طالبعلموں میں صرف اتنا فرق تھا۔ کہ آپ کو رہنے کے لئے ایک کمرہ علیحدہ دیا گیا تھا۔ جب آپنے اس جہاز پر تعلیم پائی۔ تو ۱۱ جولائی ۱۸۷۹ء کو آپ جہاز بیکانٹی پر بھیجے گئے۔ اس جہاز پر علاوہ مسٹر لالیس کے آپ کی تعلیم کیلئے ریورنڈ جے۔ این۔ ڈالٹن بھی مقرر کئے گئے۔ یہ جہاز جس سکوارڈرن میں تھا وہ امیر البحر ارل آف کلین ولیم کے سپرد تھی۔ ۱۸۸۲ء تک آپ کو تمام دنیا کے گرد سفر کرنا پڑا۔ اور آپنے جزائر غرب الہند۔ جنوبی امریکہ۔ کیپ کالونی۔ آسٹریلیا۔ فجی۔ جاپان۔ چین۔ سنگاپور اور سیلون۔ نہر سویز۔ مصر۔ بیت المقدس۔ اور یونان کی سیر فرمائی۔ آپ اپنے ساتھیوں میں نہایت ہی ہر دلعزیز ہوگئے تھے۔ آپ جہاں کہیں جاتے سب آپ کا خلوص دل سے خیر مقدم کرتے تھے۔ شہزادہ نے اپنے ہمراہیوں پر اپنے اعلے اخلاق و اوصاف کا پورا اثر ڈالا۔ آپ نے اپنا سفرنامہ بھی مرتب فرمایا۔ جو ۱۸۸۶ء میں شائع کیا گیا اس سفر کے متعلق ایک یہ لطیفہ بھی قابل ذکر ہے کہ ایک مرتبہ لنڈن میں یہ بات مشہور ہوگئی کہ شہزادوں نے (یعنی آپ نے اور آپکے بھائی شہزادہ وکٹر نے) اپنے ناک پر جہاز کے لنگر کی شکل کھدوالی اور آپکے والدین ڈاکٹروں کو ہزاروں روپئے اس شرط پر دینا چاہتے ہیں کہ کسی طرح ناک سے یہ نشان صاف ہوجائیں۔ اس گپ کو آپ نے اپنے روزنامچہ میں بھی لکھا ہے۔ دوران سیاحت میں آپ جہاں جہاں پہونچے۔ نہایت تپاک سے آپ کا خیر مقدم کیا گیا۔ اور ہر کوہ مہ نے آپ کو "خوش آمدید" کہا چنانچہ برجٹون میں حبشیوں نے اپنے زیور اتار اتار کر آپ پر سے تصدق کیے۔ ایک بوڑھی عورت نے جارج سوم کے وقت کی ایک اشرفی نذر کی جس کو آپ اب تک اپنی گھڑی کی زنجیر میں لگائے ہوئے ہیں۔ جب آپ کا جہاز خط استوا کے جنوب میں پہنچا۔ تو آپ کے ہمراہی ملاحوں نے عجیب عجیب کھیل کئے۔ جن میں سے ہر ایک میں آپ اور شہزادہ وکٹر شریک رہے آخر آپ کا سفر مع الخیر ختم ہوا۔ اور آپ نے جہازرانی کے متعلق مختلف امتحانات پاس کرکے متعدد عہدے پائے۔ ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ جب آپ ۱۸۹۰ء میں جہاز "تھرش" کے کپتان تھے۔ تو سالونیکا میں ایک ترکی پاشا سے ایسے وقت ملنے کا اتفاق ہوا۔ جبکہ آپ کوئلہ بھروانے کے کام پر متعین تھے اور آپ کے کپڑے اور ہاتھ منہ سب کالے ہو رہے تھے۔ پاشا کو آپ کی یہ ہیئت کذائی دیکھ کر سخت حیرت ہوئی اور اس نے آپ کو بمشکل شہزادہ تسلیم کیا۔ ۱۸۹۲ء میں جب آپ کمانڈر تھے کہ یکایک آپ کے بھائی نے جو ولیعہد سلطنت ہونے والے تھے انتقال کیا۔ اور آپ کے کارنامہ ملازمت کی فصل شاہی باب کتاب سے مبدل ہوگئی۔ ۲۵ مئی ۱۸۹۲ء کو ملکہ معظمہ وکٹوریہ نے آپ کو "ڈیوک آف یارک" ارل آف انورنس اور "بیرن آف کلارنی" کے خطابات سے مفتخر فرمایا۔ اسی سال ۱۷ جون کو اپنے مرتبہ کے فرائض ادا کرنے کا پارلیمنٹ میں حلف اٹھایا اور وہیں لارڈ سالسبری نے آپ کے ذاتی خصائل بیان کیے۔ مئی ۱۸۹۳ء میں آپ کی شادی اپنے بھائی کی منگیتر پرنسس وکٹوریہ آف ٹک سے ہوئی۔ اس مبارک موقع پر بادشاہ و ملکہ ڈنمارک۔ زار روس شہزادۂ جرمنی۔ مہاراجہ صاحب کپورتھلہ اور راجہ صاحب گونڈل موجود تھے۔ ۱۸۹۷ء میں جب ہندوستان میں قحط پڑا۔ تو آپ نے غریب ہندوستانیوں کے لیے ایک رقم کثیر عطا فرمائی اور آئرلینڈ کا سفر کیا۔ ۱۸۹۸ء میں آپ نے جہاز ایکسین کے افتتاح کی رسم ادا کی ۱۸۹۹ء میں آپ نے پھر آئرلینڈ کا سفر کیا۔ جنوری ۱۹۰۱ء میں ملکہ معظمہ وکٹوریہ نے وفات پائی۔ تو آپ کو ڈیوک آف کارنوال۔ ڈیوک آف رتھسے۔ ارل آف کیرک۔ بیرن آف رنفریو۔ لارڈ آف دی آئیلس اور گریٹ سٹیورڈ آف سکاٹ لینڈ کے خطابات اور القاب مرحمت ہوئے۔ اسی سال آپ کو کینیڈا آسٹریلیا و جنوبی افریقہ کا سفر کرنا پڑا جس کے بعد آپ پرنس آف ویلز بنائے گئے ۱۹۰۱ء میں آپ کو اعزازی امیر البحر بنائے جانے کا فخر حاصل ہوا۔ اور ۹ نومبر ۱۹۰۵ء کو آپ نے ہندوستان کو اپنے قدوم میمنت لزوم سے رشک گلزار بنایا آپ کا پروگرام سیاحت ہند بہت کچھ آپکے پدر محترم حضور ملک معظم کے مشورہ سے تیار کیا گیا ہے۔ جس میں حضور رفیع الشان نے حیدرآباد دکن۔ میسور۔ گوالیار۔ کشمیر۔ اندور جیپور اودے پور۔ بیکانیر۔ الور وغیرہ وغیرہ ریاستوں کو بھی آپ کے قدوم فرخ لزوم سے مفتخر ہونے کا موقع دیا ہے۔

شہزادہ والا قدر کو ٹکٹ جمع کرنے کا بڑا شوق ہے۔ اور کبوتروں سے بھی خاص دلچسپی رکھتے ہیں۔ لیکن ہندوستانیوں کی طرح نہیں بلکہ شاہان ایران کی مانند آپ بھی ان سے قاصد کا کام لیتے ہیں۔ آپ کو کاشتکاری کی قیمتی معلومات حاصل ہیں۔ خدا کرے آپ کی تشریف آوری عام ہندوستانیوں کے لئے عموماً اور یہاں کے والیان ریاست کے لئے خصوصاً باعث برکت ہو۔ اور وہ آپ کے شاندار کاموں سے مفید سبق حاصل کریں!

## جیپور میں شاہی قیام چراغان

راجہ جے سنگھ نے نیا شہر جیپور تعمیر کرنے اور آباد کرنے میں شستہ مذاق ظاہر کیا تھا سب بازار سیدھے اور چوڑے۔ تمام مکانات گلابی رنگ سے رنگے ہوئے۔ اور عمارتوں کی طرز ساخت ایک ہی قسم کی ہے اس نے شہر کو خوبصورت بنا دیا ہے شب گذشتہ کو پرنس آف ویلز کی تشریف آوری کے اعزاز میں تمام شہر میں روشنی کی گئی تھی شہر کے باہر بھی روشنی تھی۔ نہر سنگھ گڑھ جو شہر سے شمال مغرب میں ایک پہاڑ پر واقع ہے ایک بڑا شاندار منظر پیش کر رہا تھا قلعہ کی دیواروں پر باقاعدہ قطاروں میں چراغ روشن تھے اور پہاڑ کے وسط میں قلعہ سے نیچے "ویلکم" کے درخشان حروف تھے۔ [illegible] سے جو شہر کو سڑک جاتی ہے۔ اس کے دونوں طرف کے درختوں سے ہزاروں لالٹینیں لٹکا رکھی تھیں بازار جگمگ کر رہے تھے۔

ان شاندار نظاروں کو دیکھتے ہوئے ہز رائل ہائینس محلوں میں تشریف لیگئے۔ جہاں مہاراجہ صاحب نے آپ کی ضیافت کی تھی۔

### (شاہی دعوت)

یہ دعوت کئی اعتبار سے قابل ذکر ہے۔ شاندار دربار کا کمرہ اسی مطلب کے لئے مخصوص کیا تھا۔ مہاراجہ صاحب اپنے شاہی مہمانوں کی تشریف آوری اور خاطر تواضع کرنے میں محظوظ تھے۔ اور جو اپنا فخر سمجھتے تھے۔ مہاراجہ صاحب داخلہ کے کمرہ میں کھڑے ہز رائل ہائینس کی آمد کا انتظار کرتے رہے۔ جب شاہی گاڑی آئی۔ تو پرنس و پرنسس آف ویلز کا استقبال کیا۔ اور دربار کے کمرہ میں لیجا کر شاہی کرسیوں پر بٹھایا۔ پرنس آف ویلز شام کے لباس میں زیب تن تھے اور ستارہ ہند کا فیتہ ڈالے ہوئے تھے۔ پرنسس آف ویلز نے ایک شاندار گون پہن رکھی تھی۔ اور امپیریل کی ہار گلے میں تھی۔ اور جواہر نگار جیغہ پیشانی کو زینت دے رہا تھا۔ جب سنہری پردے اٹھائے گئے۔ اور پرنس اور پرنسس آف ویلز دربار کے دعوتی کمرہ میں داخل ہوئے۔ تو مہاراجہ اپنے خاص کمرہ میں کھڑے رہے۔ اور مشیروں سے گفتگو کرتے رہے۔ دعوت کے لوازمات میزوں پر چنے جا رہے تھے

جب شراب لائی گئی تو مہاراجہ صاحب بھی پرنس آف ویلز کے ساتھ جا کر شریک ہو گئے۔ اور ملک معظم کا جام صحت تجویز کیا۔ شاہی مہمانوں کے جام صحت تجویز کرنے کی تقریر مہاراجہ صاحب کے منشیر اعظم نے پڑھی۔ اس تقریر میں ایک بات کا ذکر خاص تھا وہ یہ تھی کہ جب مہاراجہ صاحب دربار کے موقعہ پر ولایت گئے تھے۔ تو پرنس و پرنسس آف ویلز نے آپ کا استقبال کیا تھا۔ اور ہر طرح بڑی خوش اخلاقی سے سلوک کیا تھا۔ تقریر میں مذکور تھا کہ اب ایک ایسا موقع آیا ہے۔ کہ مہاراجہ صاحب پرانی دوستی کا حق ولیعہد اور انکی کنسرٹ کی دعوت اور خاطر تواضع میں ادا کر رہے ہیں۔ مہاراجہ صاحب نے ہر طرح سے ظاہر کیا۔ کہ وہ پرانی دوستانہ عنایتوں کی دل سے قدر کرتے ہیں۔ تقریروں کے بعد ایک گھنٹہ تک محلوں کے اندرونی صحن میں تشریف فرما رہے۔ ریاست کا بینڈ باجہ بج رہا تھا۔ پرنس و پرنسس آف ویلز بڑی بے تکلفی سے ان لوگوں سے گفتگو کرنے لگے۔ جو جیپور کی ریاست میں اعلےٰ عہدوں پر ہیں۔ اور ریاست کی فلاح و بہبودی میں کوشش کرتے ہیں۔ لیکن تمام دلچسپی کا مرکز ایک شیر تھا۔ جس کو پرنس آف ویلز نے مارا تھا۔ اور جسے چارپائی پر ڈالکر چند آدمی اندرونی کمرۂ دربار میں لے گئے تھے۔ سب نے تعریف کی پرنسس آف ویلز بہت خوش نہیں۔ کیونکہ ان کے عالیجاہ شوہر نے ایک شیر شکار کیا تھا۔ پرنسس آف ویلز کی وضع قطع شاہانہ ہے۔ مگر زندہ دلی کے جوش کی حالت میں ان کی وضع بہت شاندار اور دلربا ہو جاتی ہے سہ پہر کی شکار پارٹی کا جو لوگ صحیح ذکر کرتے۔ اس کو پرنسس بڑے شوق سے سنتی ہیں۔

دوسرے دن دونوں طرف سے شیروں کی رپورٹیں پہنچیں منجملہ ایک سانگانیر سے تھی۔ کہ وہاں ایک شیر موجود ہے۔ پرنس آف ویلز ایک اسپیشل ٹرین میں روانہ ہو گئے۔ مگر وہاں پہنچنے سے آدھ گھنٹہ پیشتر ہی شیر بھاگ گئے۔ اس لئے ولیعہد بہادر کو ناکام رزیڈنسی کی طرف لوٹ آنا پڑا۔ پہلے خیال کیا گیا تھا کہ پرنسس آف ویلز پرانے شہر امبیر کے کھنڈرات کی سیر فرمائینگے۔ مگر شہزادی صاحبہ نے رزیڈنسی میں رہنا پسند کیا۔ اور چھ بجے شام کے شاہی ٹرین پر پرائیویٹ طور پر بیکانیر کو روانہ ہوئی۔

بہت سے لوگوں نے امبیر کی سیر کی۔ اور یہہ نتیجہ نکالا کہ راجہ جے سنگھ کو بڑا مشہور فن عمارت تھا۔ مگر امبیر چھوڑنے میں غلطی کی۔ شاہی سیاحت کو ایک بات قدرے نامکمل بناویگی۔ اور وہ یہہ ہے کہ خشک سالی کا اندیشہ ہو رہا ہے۔ پچھلی دفعہ زیادہ بارش نہ برسی تھی۔ مگر اب بارش ہو جائے تو قحط نمودار نہ ہونے پائیگا۔ اگر نہ برسی تو کسانوں کو سخت مشکلات کا سامنا کرنا پڑیگا۔ اشیاء خوردنی کا نرخ معمولی ہے۔ گذشتہ چند ہفتوں سے بیکانیر میں پرنس آف ویلز کی تشریف بری کے متعلق دہوم دہام سے تیاریاں ہو رہی ہیں۔ مہاراجہ صاحب نے بذات خود تمام تیاریوں کی نگرانی کی۔ لال گڈھ محل جو سرخ پتھر کا بنا ہوا ہے۔ ایک نہایت ہی شاندار عمارت نظر آ رہی ہے اس کی شان و شوکت تصور کیجا سکتی ہے۔ محل کے اردگرد اسٹاف اور دیگر مہمانوں کے لئے کیمپ بنایا گیا ہے۔ جو پرنس آف ویلز سے ملنے آئے ہیں۔ کیمپ میں برقی روشنی جلائی جاتی ہے۔ محل کی زیب و زینت نہایت شاندار ہے۔ ریلوے سٹیشن بھی خوب آراستہ کیا گیا ہے۔ اور سٹیشن سے محل تک جو جلوس گذرنے والا ہے۔ وہ بہت قابل دید اور پر شکوہ و تجمل ہوگا۔

سینکڑوں راجپوت شرفا جو خوبصورت اور شاندار لباس میں ملبوس ہونگے۔ اپنے اہلکاروں سمیت اونٹوں پر سوار ہو کر سڑک کی ہر دو جانب کل صبح کھڑے ہونگے۔ سڑک پر جا بجا محرابیں اور مصنوعی مگر شاندار دروازے بنائے گئے ہیں۔ امپریل سپاہ اور مہاراجہ کی بے قاعدہ فوج اور شتر سوار شاہی محلوں کے باغات سے لیکر پاؤ میل تک سٹیشن والی سڑک پر دو رویہ صف بستہ کھڑی رہینگے۔ پرنس و پرنسس آف ویلز کے ہمراہ لانسرز اور شتر سواروں کا ایک حصہ رزیڈنسی تک جائیگا آج صبح کا نظارہ بڑا ہی شاندار تھا۔ اور دربار دہلی کی یاد دلاتا تھا۔

کل سہ پہر کے وقت شاہی گاڑی گجنیر میں جو ۲۱ میل کے فاصلہ پر ہے شکار کھیلنے جائیگی۔ شام کے وقت پرنس آف ویلز دو تین گھنٹے تک قاز و بنا کا شکار کھیلینگے۔

ہفتہ کی صبح کو ہز رائل ہائینس گجنیر کی جھیل میں قاز شکار کرینگے۔ قرب و جوار کے تالابوں پر مرغابیاں وغیرہ بکثرت آنا شروع ہو گئی ہیں۔ لیکن پرندوں کو وہاں سے ہنکار جھیل گجنیر میں لائینگے۔ امید ہے۔ شکار کا کھیل خوب بہتر جائیگا۔ پیر کی صبح کو گجنیر کے پرانے محلوں میں شکار کھیلینگے۔ موٹر کاریں سواری کا کام دینگی۔ سڑک پر پانی چھڑک دیا جائیگا۔ پیر کی شام کو پرنس و پرنسس آف ویلز بیکانیر میں واپس آ کر امپریل فوج ملاحظہ فرمائینگے۔ شاہی ضیافت پرانے محل کے کمرۂ دربار میں کی جائیگی۔ رات کے ۱۱ بجے ولیعہد بہادر رخصت ہو جائینگے بیکانیر کی تیاری کا خیال کر کے کہا جا سکتا ہے۔ کہ شاہی سیاحت کامیاب ہوگی۔

## موت العالم موت العالم

فی الحقیقت ایک عالم باعمل کی وفات دنیا کی موت ہوتی ہے میں نہایت درد دل کے ساتھ الحکم کے ناظرین کو **حضرت مولانا برہان الدین صاحب** جہلمی کی خبر وفات سناتا ہوں۔ مولانا مرحوم کی خبر وفات قادیان میں ۵۔ دسمبر ۱۹۰۵ء کو پہونچی۔ اعلیٰ حضرت حجۃ اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آپ کی اس مفارقت کے صدمہ کو محسوس کیا۔ مولوی صاحب ایک فاضل باعمل اور صوفی مذاق رکھنے والے متبع سنت تھے۔ علم مناظرہ میں انہیں ایک خاص مذاق اور ملکہ تھا۔ مولوی صاحب مرحوم کی وفات دو شہتیروں کے ٹوٹنے والی پیشگوئی کو پورا کرتی ہے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ عزیز عبد الغنی پسر مولوی صاحب مرحوم نے آپ کی وفات کا مفصل خط لکھا ہے جسکو میں ذیل میں درج کر دیتا ہوں۔ اعلےٰ حضرت نے خود اس خط کو سنایا اور ایڈیٹر الحکم کو حکم دیا کہ اسکا جواب لکھدے۔ آپ نے فرمایا کہ اس بچہ کو لکھدو کہ ہم ہر طرح سے اسکی مدد کرنے کو طیار ہیں۔ اسے چاہیئے کہ وہ اپنے باپ کے نقش قدم پر چلے اور ان کے علوم دینیہ اور اخلاق اور عادات کو حاصل کرے + علوم کے حاصل کرنے کے لئے خواہ وہ یہاں آجاوے بہرحال یہہ ضروری امر ہے کہ وہ بہت سعی کرے + حضرت اقدس نے مولوی صاحب مرحوم کی وفات پر اس ضرورت کو بھی محسوس فرمایا ہے کہ کیا تجویز کی جاوے کہ جماعت میں **قادر الکلام علماء پیدا ہوں اور وہ خدمت دین کریں۔** اسکے لئے دارالامان کے سمجھدار اصحاب غور کر رہے ہیں اور ایک عظیم الشان قومی کام کا بنیادی پتھر رکھا جانیکو ہے میں یقین رکھتا ہوں کہ یہ مولوی برہان الدین مرحوم کی ایک یادگار ٹھہر جائیگی اور یہ نافع الناس کام انکے لئے ثواب کا موجب ہوگا اسلئے کہ اسکا محرک انکی موت ہی ہے حضرت اقدس نے بروز جمعہ ۸۔ دسمبر ۱۹۰۵ء کو اپنی جماعت کو لیکر جنازہ پڑھا دیر تک دعا مغفرت فرماتے رہے ہر جماعت کو چاہیئے کہ جنازہ غائب پڑھیں۔ اب میں وہ خط بجنسہ ذیل میں درج کر دیتا ہوں۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

**کل من علیہا فان و یبقیٰ وجہ ربک ذو الجلال و الاکرام**

**کل نفس ذائقۃ الموت**

ہادی طریقت پیشوائے شریعت پیر روشن ضمیر دستگیر خورد و کبیر دام ظلہ۔ سر تسلیم عجز خاک پر رکھکر حضرت کی خدمت میں یہ عرض ہے کہ والد صاحب نے جب آپکا الہام سنا کہ دو شہتیر ٹوٹ گئے۔ تو انہوں نے ایک تو مولوی صاحب مرحوم اور دوسرا شہتیر اپنے آپ کو سمجھے اور رمضان شریف کی ۲۰ تاریخ کو اعتکاف میں بیٹھے اور ان دنوں میں قرآن شریف کا انکو از حد شوق ہو گیا تھا اور فرضوں میں بقدر قرأت پڑھتے تھے کہ مقتدی تھک جاتے تھے اور تمام دن قرآن شریف پڑھتے رہتے تھے اور اعتکاف میں یہ الہام ہوا۔ انا کفیناک المستہزئین اور بعد اس کے ایک اور الہام ہوا جسکا خلاصہ فرمایا کہ امام الوقت تو ایک طرف رہے اب تو انکے مریدوں کو بھی الہام ہونے لگے پھر ہم اس سچے سلسلہ کی تائید کیوں نکریں اور بدھوار کو نہائے اور منگلوار کی رات کو چاند دیکھا گیا اور اعتکاف سے اٹھکر گھر تشریف لائے اور دروازہ میں کھڑے ہو کر فرمایا السلام علیکم بعد اسکے اندر آئے اور کھانا کھانے کے بعد فرمایا مجھے سردی سی لگی ہے پھر عشاء کی نماز پڑھا کر اندر آئے اور رات کو بخار سخت ہو گیا اور صبح کو عید پڑھی اور بدھوار اور جمعرات کو بخار تھا اور جمعہ کو بالکل تندرست تھے اور آپ مسجد میں آئے اور بیٹھ کر جمعہ پڑھا بعد اسکے سب نے السلام علیکم کہا اور آپنے بڑی خوشی سے جواب دیا وعلیکم السلام اور ماسٹر ہدایت اللہ صاحب نے سلام کے بعد کہا اگر کوئی قصور ہو تو معاف کرنا فرمایا یہ آخری سلام ہے لیکن ناطاقتی بہت تھی پھر ہفتہ کو بھی اچھے تھے پھر اتوار کی رات کو بخار ہوا اور عشاء کی نماز وضو سے پڑھی یہ اسواسطے لکھا ہے کہ باقی نمازیں انہوں نے تیمم سے ادا کی تھیں اور رات کے آٹھ بجے کے قریب کہا تیلا دو کہ کتاب میں نشان رکھنا ہے مینے تیلا دیا اور کہا کہ کتاب کہاں ہے فرمایا کتاب یہ ہے اور یہ میرا کلام اللہ ہے۔ اور پھر رات کے ۹ بجے سے لیکر ۱۲ بجے تک مغرب کی طرف منہ کئے ہوئے قرآن شریف زبانی پڑھتے رہے جب ایک بجا تو خاکسار نے کہا کروٹ بدلو تھک گئے ہوگے دوبارہ سہ بارہ کہنے پر کروٹ بدلی اور پڑھتے رہے اور مینے کہا کیا پڑھتے ہو فرمانے لگے کہ ابنا عفو کی حدیث کھولی ہوئی ہے محمد الرسول اللہ کی کچہری میں جواب دعویٰ دے رہا ہوں مینے کہا ختم کب کروگے کہنے لگے تو نے مجھے باتیں کرائی ہیں ورنہ میں ابتک ختم کر لیتا پھر آپ دو بجے چپ ہو گئے اور سو رہے اور تین بجے پھر پڑھنے لگے اور صبح کی نماز پڑھی اور پھر کہنے لگے کہ دونوں دروازے کھولو۔ کہ مجھے انتظار ہے پوچھا گیا کس کی۔ جواب ندیا۔ اور پھر دو دفعہ پاخانہ کی حاجت ہوئی اور پھر آپ چارپائی پر لیٹ گئے اور آنکھیں کھولیں کلمہ شریف پڑھنے لگ گئے اور پھر دو منٹ کے اندر اس جہان فانی سے پونے ۸ بجے رحلت پا گئے بعد میں حاجی عبداللہ صاحب آئے کہنے لگے کہ مجھے خواب آئی ہے کہ دو ستارے روشن زمین پر ٹوٹ پڑے مولوی صاحب سے بیان لینے کو آیا مولوی صاحب فوت ہو گئے تھے انا للہ و انا الیہ راجعون اور احمدی

## بودھ مذہب

حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے تقریباً ساڑھے پانسو برس قبل جبکہ مغربی ایشیا اور شمالی افریقہ میں شریعت موسوی کا آفتاب اپنی برکات اور پاک تعلیمات کے معراج کمال کا جلوہ دکھا کر نصف النہار سے مغرب کی جانب کئی درجے طے کرنیوالا تہا اور مشرقی ایشیا میں جہالت و ضلالت کی تاریکی اچھی طرح پھیل کر حضرت کرشن کی تبرک تعلیمونکو کالعدم کر چکی تہی تو خدا تعالےٰ نے مشرقی ایشیا کے آباد اور وسیع ملک ہندوستان میں بموجب آیت وان من امة الا خلا فیھا نذیر - حضرت گوتم بودھ علیہ السلام کو نازل کیا - اس برگزیدہ نبی نے خدا کے پاک کلام سے مدد پاکر تقریباً چالیس سال کی عمر سے وعظ و نصیحت اور احکام خداوندی کی اشاعت شروع کی چنانچہ حضرت گوتم بودھ کا ہی ایک قول ہے " میری تعلیم پر اپنا دھیان رکھو میں مثل ایک طبیب کے ہوں جو آسمانی ادویات اپنے ساتھ لایا ہوں - کل چیزیں متغیر ہیں مگر میری تعلیم کو تغیر نہیں " واقعی یہ وہی ایک تبدیل نہ ہونے والی تعلیم تہی جسکے لئے تمام مرسلین مبعوث ہوئے یعنی توحید -

حضرت بودھ علیہ السلام کے اس دعوی سے ظاہر ہے کہ سوا نبی یا رسول کے کوئی دوسرا شخص ایسا دعوی نہیں کر سکتا - جسطرح حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لئے حضرت ہارون و حضرت شعیب وغیرہ اور حضرت عیسےٰ کے لئے اون کے حوارین اور خاتم الانبیاء حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے لئے حضرت ابوبکر صدیق و حضرت عمر فاروق وغیرہ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے لئے حضرت الارفع و مخدوم الملت و فاضل امروہی و تراب احمدی وغیرہ پیدا ہو گئے اسیطرح حضرت گوتم بودھ علیہ السلام کے لئے جیسا - کشیپ - انند وغیرہ مستعد و ذی حوصلہ مریدین پیدا ہو گئے تہے حضرت گوتم بودھ کی تقریرین وہ غیر معمولی خارق عادت تاثیر تہی اور اونکا بیان دلونکو اسطرح تسخیر کر لیتا تہا کہ ہزارہا گمراہ اور دور از راہ مستقیم اشخاص صرف اونکی زبان سے نکلے ہوئے حکیمانہ فقرات سنکر مرید ہو جاتے تہے - چونکہ حضرت گوتم بودھ علیہ السلام موید من اللہ اور مامور من اللہ تہے اسلئے بہت تہوڑے دنوں میں اسی طرح اونکے مذہب کا دائرہ وسیع ہو تا گیا جسطرح مذہب اسلام حیرت انگیز طریقہ سے دنیا میں پہیلا - وہ مذہب جسمیں خلاف فطرت اور دور از عقل باتین زبردستی منوائی جائیں کبہی دنیا میں اتنی جلدی شائع نہیں ہو سکتا - یا جس مذہب میں خود دل و دماغ پر قبضہ کرنیکی قابلیت ہو وہ کبھی شائع کر سکتا ہے سوائے شمشیر چھوڑ بندوقیں اور توپیں بھی کام لیں وطن تہ کر ایک چھوٹا سا ضلع بھی بودھوں کے مارے ہیں مذہب کو مانگی مثال کے لئے دور نہیں جانا ہے تو ہسپانیہ کی حکومت اور پنجاب کے مسلمانوں کی حالت پر غور کرو تو معلوم ہو جائیگا حضرت گوتم بودھ علیہ السلام نے جو مذہب سکھایا تھا وہ ہمیں ایک کامل روشنی - پوری ولایت اور حقیقی نجات موجود تہی اسی لئے ہم اس مذہب کو بالکل سچا [illegible]

کی موافق تمام ہندوستان لنکا - برہما - سیام - انام - نیپال - تبت - منگولیا - چین - کوریا - جاپان وغیرہ بیسیوں ملکوں کو حیرت انگیز قلیل مدت میں اپنا پیرو بنا لیا - آجتک کسی مورخ نے یہ ثابت نہیں کیا کہ مذہب بودھ کی اشاعت میں جبر و اکراہ سے کام لیا گیا تہا - مذہب بدھ کے محرف و تبدیل شدہ اصولوں پر نظر ڈالئے تو اون سے بھی یہ بات بخوبی ثابت ہوتی ہے کہ اس مذہب نے انسان کو بالکل صوفی منش اور درویشانہ زندگی بسر کرنیوالا بنانیکی کوشش کی ہے عقلمند کی تعظیم کرنا - والدین کی خدمت - نفس امارہ کی مخالفت - ہمیشہ موقعہ فہمی کو ملحوظ رکہنا انسانوں بلکہ حیوانوں سے بھی ہمدردی و اخلاق برتنا - شیرین کلام و فصیح بننے کی کوشش کرنا - چوری - جہوٹ - قتل عمد - غصہ - تعصب - تکبر وغیرہ رذائل سے بچنا - دنیا اور اس زندگی کو ہیچ خیال کرنا - تن پروری اور آسائش جسمانی کا خیال بھی نہ آنے دینا - خدا تعالےٰ کو رحیم و کریم خیال کرنا وغیرہ وغیرہ باتوں کی ہدایت اس مذہب میں موجود ہے - اب اوس امداد غیبی کو دیکھو کہ جو خدا تعالےٰ ہمیشہ اپنے نیک بندوں کی کرتا ہے اور دنیا میں بھی انکو عزت دیتا ہے - بودھ مذہب کے ماننے والے فقیروں - درویشوں اور کوئی سامان دنیوی نہ رکہنے والوں ہی میں چکرورتی راجہ چندر گپت و راجہ اشوک و راجہ کنشک - و راجہ سلاوت وغیرہ بہت سے شہنشاہان عظیم الشان پیدا ہوئے اور تمام ہندوستان کا بادشاہی مذہب بودھ قرار پایا - یہ اس خدائی تعلیم اور مذہب آسمانی ہی کی برکت تہی کہ نچکا - مہادیوا - رکتیا - مہندا وغیرہ بہت سے بڑے اکابر علماء لکچرار - اور ریفارمر اس مذہب میں پیدا ہوئے اور نالند کا عظیم الشان دار العلوم ہند میں قایم ہو - حضرت خاتم الانبیاء تو تمام دنیا کے لئے پیغمبر اور ہادی و رہبر ہیں - باقی مامورین من اللہ میں غور کرنے سے یہ بات بالبداہت معلوم ہوتی ہے کہ مغربی ایشیا میں حضرت موسیٰ علیہ السلام اور مشرقی ایشیا میں حضرت گوتم بودھ علیہ السلام گویا دو ہمرتبہ پیغمبر تہے - سلسلہ موسوی کے اخیر مجدد حضرت عیسیٰ علیہ السلام کشمیر و ہندوستان میں آئے اور یہاں سلسلہ گوتمی کے خلیفوں سے برابر آنا جانا ہوئی اور تہوڑے سے اختلاف کو افہام و تفہیم کے بعد دونوں مذہبوں کے اماموں نے معمولی اختلاف سمجھا چنانچہ زمانہ حال میں تبت کے مشہور کتب خانے سے جو لوسوں کا کتب خانہ ہے انجیل اس حیثیت سے برآمد ہوئی کہ وہ گویا بودھ مذہب کی کتاب ہے یا بدھ مذہب کی کسی کتاب کا کوئی حصہ ہے اس خیال کو اور بھی زیادہ تقویت ہوتی ہے جب سب پر غور کیا جاتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے بھی اپنی تعلیم میں زیادہ تر درویشی اور فقیرانہ زندگی بسر کرنے پر زور دیا ہے اور یہی گوتم بودھ علیہ السلام کی تعلیمات کا خلاصہ ہے حالانکہ اب عیسائی بھی پکے دنیا دار اور عیش و عشرت کے بندے ہو گئے ہیں اور بودھوں کی بھی یہی حالت ہو گئی ہے - خلاصہ کلام یہ ہے کہ جناب عیسیٰ علیہ السلام وہ مامور من اللہ تھے جنکا مغربی ایشیا و مشرقی ایشیا دونوں سے تعلق ہوا - اسکا ثبوت میں مسٹر [illegible] صاحب جنہوں نے ہندوستان کا گزیٹیر تیار کیا ہے کا یہ قول بھی قابل تذکرہ ہے کہ وہ لکھتے ہیں کہ

" ہند - تبت - چین - جاپان وغیرہ ممالک کے علاوہ بودھ مذہب کے مسائل اور مراسم دینی کا ابتدائی زمانہ میں دین عیسوی پر بھی اثر پڑا " (باقی اسبات کے ثابت کرنیکی ضرورت نہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہندوستان میں آئے اور انہوں نے بدھ مذہب کے علماء سے مباحثے کئے اور کشمیر میں فوت ہو کر سری نگر کے محلہ خانیار میں مدفون ہوئے - جسکو شوق ہو ہمارے سید و مولا مسیح موعود علیہ السلام کی تصانیف راز حقیقت وغیرہ کو دیکھے)

حضرت خاتم الانبیاء چونکہ تمام بحر و بر کیلئے باعث ہدایت ہو کر تشریف لائے اسلئے اس شخص کا مثیل جو مشرقی و مغربی دونوں بڑے سلسلوں سے تعلق رکہنے والا مجدد تہا اس سلسلہ محمدی میں پیدا ہونا ضروری تہا - چونکہ اس سلسلہ محمدی کا مبداء و منشاء مغربی ایشیا یعنی ملک عرب تہا اسلئے اسکا انجام و منتہا ضرور مشرقی ایشیا میں ہونا چاہئے تہا تاکہ اس سلسلہ یعنی خاتم السلاسل کو گذشتہ سلسلوں کے ساتھ پورے طور سے تشابہ و تعلق حاصل ہو جائے - چنانچہ حضرت اقدس جناب مرزا غلام احمد صاحب مسیح موعود علیہ السلام حضرت عیسےٰ علیہ السلام کے مثیل سلسلہ محمدی کے مجدد مشرقی ایشیا یعنی ہندوستان میں مبعوث ہوئے - اخاہ ! کہاں بودھ مذہب کہاں خاتم - ہاں ! تو وہ بات تو رہ ہی گئی - اب یہ اعتراض پیدا ہوتا ہے کہ بودھ مذہب جہاں پیدا ہوا جہاں پرورش پائی - جہاں سے دوسرے ملکوں میں پہونچا وہیں یعنی ہندوستان میں تو آج کے دن اوسکا نام و نشان بھی باقی نہ رہا اور دوسرے تمام ملکوں میں تاحال نہایت کامیابی و عزت کے ساتھ موجود ہے - ہندوستان سے اس مذہب کے بانیوں کی نسلیں تک بھی گم ہو جانا ہرگز کوئی معمولی سی بات نہیں ہے - بودھ مذہب نے جبر و اکراہ لوگوں کے دلونکو تسخیر کیا تہا اس مذہب کے اصول اسقدر مرور ایام کے بعد بھی ایسے ہیں کہ ہندوستان کے ہندوؤں کا مذہب ہرگز ہرگز بودھ مذہب کا مقابلہ نہیں کر سکتا اور کوئی بدھ مذہب کا فاضل کسی بڑے پنڈت سے مذہبی مباحثہ میں شکست نہیں پا سکتا - یہ کہنا کہ بودھ مذہب اپنی اندرونی کمزوری کے باعث نامقبول ہو کر گم ہو گیا اور اسکی جگہ ویدوں کے مذہب کی اشاعت ہوئی جسمیں دلفریبی کی ادا موجود تہی بالکل غلط ہے اور کوئی معقول دلیل پیش نہیں کیجا سکتی - ہندوستان سے بودھ مذہب کے جلاوطن ہونیکا سبب سوائے ناحق شناس لوگوں (جنکا پیدا ہو جانا عرصہ دراز کے بعد ہر ملک و مذہب میں ممکن بلکہ ضروری ہے) کے بیجا ظلم و تعدی کے اور کچھ نہیں ہو سکتا - میں نے اپنے بعض آریہ دوستوں سے سنا ہے کہ وہ بودھ مذہب کے جلاوطن ہونیکے قصہ کو یوں بیان کرتے ہیں کہ شنکر اچارج نے بودھوں سے اس شرط پر مباحثے کئے کہ ہمکو مباحثہ میں مغلوب کردو یعنی ہرا دو تو خیر اور اگر ہرا نہ سکو تو اس آریہ ورت (ہندوستان) سے جلاوطن ہو جاؤ چنانچہ کوئی بودھ مذہب کا عالم شنکر اچارج کو نہ ہرا سکا اور تمام بودھ مذہب بالجبور یا تو تبدیل مذہب یا جلاوطنی پر مجبور ہو - یہ بیان [illegible] رنگ میں لکھتے ہے ظاہر ہے شنکر اچارج کے مددگار حکام وقت تھے بھلا بودھوں سے کیا بن پڑ سکتا تھا وہی مثل ہوئی ہوگی کہ قاضی جی کو [illegible] ہرا یا گر میں ہاری ہی نہیں " مسٹر [illegible] جو ہندو مذہب کے بڑے

طرفدار ہیں یہ لکھے بدون نہ رہ سکے کہ " بودھ مذہب والے ہند سے جبراً نکالدئے گئے تہے " آگے چلکر دوسری جگہ صاحب کو یہ بھی لکھنا ہی پڑا کہ " کمارل بہٹ برہمن نے فقط مذہب بودھ کے خلاف وعظ ہی نہیں کہا بلکہ ایک دکن کے راجہ کو یہاں تک ان لوگوں کی ایذا رسانی پر آمادہ کیا کہ اس راجہ نے اپنی فوج کو حکم دیا کہ راس کماری سے کوہ ہمالہ تک بودھوں کے بوڑھوں اور بچوں تک کا قتل عام کر دیا جائے اور جو شخص قتل کرنے میں دریغ کریگا خود قتل کیا جائیگا " اوّل تو ہمارے ہموطن برادران اہل ہنود کے یہاں علم تاریخ کی جیسی ناگفتہ بہ حالت ہے وہ خاص و عام سے پوشیدہ نہیں کہ کہیں مہینوں کے واقعات سیکڑوں بلکہ ہزاروں برسوں سے متعلق کئے گئے ہیں اور کہیں ہزاروں برسوں کے متعلقات کو چند برسوں میں ختم ہو جانا ظاہر کیا ہے علاوہ ازین خاصکر بیچارے بودھ مذہب کی جلاوطنی کے حالات کو تو اسطرح پوشیدہ رکہنے کی کوشش کی گئی ہے کہ بیچارے ڈیوڈ صاحب مصنف بودھ ازم کو یہ لکھنا پڑا کہ " ہندوؤں نے بودھوں پر بیشک ظلم و زیادتی کی مگر تفصیل اسکی معلوم نہیں مگر اس ظلم و زیادتی کی روایت ہرگز بے بنیاد نہیں ہے " - میں نے بھی اسوقت اگرچہ المارکیوں اور صندوقوں میں سے کتابیں نکالکر اپنے سامنے ایک ڈھیر لگایا ہے مگر سوائے ایک مورخ اہل ہنود کے فن تاریخ کی شکایت کرتا ہے اور تفصیلی حالات اس ظلم اور جلاوطنی کے دستیاب نہیں ہوتے - مذہب موسوی کے پیرو یعنی بنی اسرائیل پر بخت نصر کے ہاتھوں سے ملک شام میں جو ظلم و زیادتی ہوئی اوس سے بڑھ کر ہندوستان میں بودھوں پر کمارل بھٹ برہمن اور شنکر اچارج کے ہاتھوں سے مصیبت نازل ہوئی - چونکہ عرب - شام - یونان وغیرہ ممالک کے لوگوں کو علم تاریخ سے قدیمی شوق رہا ہے اونکی ذریعہ سے بخت نصر کی زیادتیاں آج کے دن بھی بالتفصیل معلوم ہو کر ہمدردان بنی نوع انسان کو آٹھ آٹھ آنسو رلا رہی ہیں لیکن ہمارے اہل ہنود بھائیوں نے اس عظیم الشان واقعہ کو جو مہا بہارت سے بھی بڑھکر قابل تذکرہ تہا اپنی عادت کی موافق مختصر کرتے کرتے بالکل صفر ہی بنانا چاہا - مگر میں کہتا ہوں کہ اگر روایت سے ثبوت بالتفصیل ثابت نہیں ہوتا تو کیا اصول درایت چلا چلا کر اس امر کو ثابت نہیں کرتے کہ ہندوستان میں ہندو بھگتوں کے ہاتھوں بودھوں پر وہ ظلم و زیادتی ہوئی کہ جسکے تصور ہی سے بدن کے رونگٹے کھڑے ہوتے ہیں - نمونہ قہر خداوندی یعنی بخت نصر اور بنی اسرائیل کے معاملہ میں غور کرو - اسپین کے مسلمانوں کی تباہی اور عیسائیوں کے ظالمانہ سلوک کو تاریخ اسپین میں بغور مطالعہ کرو کیا آج کے دن کوئی عیسائی اسبات کا دعوی کر سکتا ہے کہ اسپین سے اسلام اسلئے نابید ہوا کہ اوسمیں ذاتی کمزوری تہی اور اوس کے مقابلہ میں عیسائی مذہب اپنے اندر غیر معمولی دلفریبی رکھتا تہا کہ جسکے سبب مسلمان عیسائی ہو گئے یا خود اپنے مذہب کی کمزوری سے شرمندہ ہو کر ملک چھوڑ کر چلے گئے ؟ لا حول و لا قوۃ الا باللہ - ہائے ! مسلمان - تمام یورپ کے استاد مسلمان - آدم خوروں اور بیتے پوشوں کو انسان بنا دینے والے مسلمان اسطرح قتل ہو گئے کہ اسطرح آج کوئی شخص بطرز بکاؤن کو قتل ہونا بھی گوارا نہیں کر سکتا - اسی قسم کے واقعات بلکہ اس سے کہیں زیادہ بڑھ چڑھ کر معاملات کیا بودھوں کو ہندوستان میں پیش نہیں آئے ؟ نہیں نہیں ضرور بودھ مذہب پر بڑے ظلم ہوئے عیسائیوں نے اسپین میں اگرچہ مسلمانوں پر بے نہایت زیادتی کی لیکن

# مراسلت

## کھلی چٹھی

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

میرے مکرم جناب مولوی کلیم اللہ صاحب ساکن مچھیا سلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ یہ آپ کی عین سعادت ہے کہ بظاہر اپنے واجب التعظیم استاد کی قبر کی زیارت اور فاتحہ پڑھنے کے ارادہ سے کبھی کبھی آ نکلتے ہیں مولانا مرحوم وہی بزرگ ہیں جن کو آپ از راہ فخر استاد الکل کہا کرتے ہیں اور آپ نے دس برس کے قریب ان کے تلمذ کا شرف حاصل کیا۔ افسوس زمانے کا انقلاب کہ جس خاندان میں آپنے اتنے سال زانوئے ادب تہ کیا۔ اسی پر اب کفر وضلالت کا الزام لگاتے ہیں۔ حالانکہ اس الزام سے پہلے تحقیق شرط ہے مجھے آپ کی پچھلی ملاقات کے مقالات کا ذوق نہیں بھولا۔ جب آپ نے فرمایا مرزا غلام احمد (علیہ الصلوٰۃ والسلام) نام اور عیسےٰ یا مسیح کہائے یہ سخت گستاخی ہے۔ تو میں نے جواب دیا تھا۔ کہ آپ ہی اپنے تئیں کلیم اللہ کہلاتے ہیں مگر ایمان سے کہئے ؟ کیا آپ واقعی کلیم اللہ ہیں اور پھر آپ کو وہ درجہ حاصل ہے جو حضرت موسےٰ علیہ السلام کو بارگاہ ایزدی میں تھا ؟ اسی طرح میں چاہتا ہوں۔ کہ اس ملاقات پر میرے اور آپ میں جو مکالمہ ہوا اسے آپ کے مکرر غور کے لئے بے کم وکاست اخبار میں چھپواؤں۔ تاکہ آپ اگر نہیں تو کوئی اور سعید روح ہدایت کے نور سے اپنا سینہ منور کرے۔

سلسلہ کلام اسوقت شروع ہوا جبکہ آپ درود مستغاث علے الصباح پڑھ رہے تھے۔ تو میں نے عرض کیا تھا۔ کہ جب درود کے بارے میں نصوص موجود ہیں۔ تو کیا وجہ ہے کہ آپ ایک ایسا درود پڑھتے ہیں۔ جو رسول اللہ صلعم اور آپکے اصحاب تابعین سے ثابت نہیں ہوا۔ ہاں اسکی پشت پر کسی نے اعتبار جمانے کے لئے لکھ دیا ہو کہ اسے فلاں بی بی یا صحابی پڑھتے تھے۔ تو یہ قابل قبول نہیں۔ سوال تو یہ ہے کہ قرآن مجید میں آیا ہے صلوا علیہ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ کسطرح صلوٰۃ بھیجیں ہم۔ تو جواب میں فرمایا اللھم صل علے محمد وعلے آل محمد کما صلیت علے ابراھیم وعلے آل ابراھیم انک حمید مجید۔ یا اور صیغے جو مروی ہیں اور جو صاحب سفر سعادت نے جھنیس کے قریب بیان کئے۔ ان کو چھوڑ کر کیوں شخص واحد کی رائے کو ترجیح دیگئی ہے۔ اور پھر ایک بار نہیں بلکہ اسے بطور وظیفہ پڑھا جاتا کہ

کیا آپ رسول اللہ صلعم کے فرمائے ہوئے درود کو اس سے کمتر درجہ سمجھتے ہیں۔ معلوم تو ایسا ہی ہوتا ہے کہ اسپر مداومت اختیار کی پھر "المستغاث الی حضرۃ اللہ تعالےٰ" اسکے کیا معنے۔ اگر یہ مراد ہے کہ رسول اکرم صلعم فریادرس خلائق ہیں۔ بارگاہ ایزدی میں تو ان آیات کا کیا جواب ہے ویقولون ھٰؤلاء شفعاؤنا عند اللہ یونس (یہ اللہ کے نزدیک ہماری سفارش کرنے والے ہیں) قل للہ الشفاعۃ جمیعًا۔ (زمر) ما نعبدھم الا لیقربونا الی اللہ زلفی (ہم ان کی عبادت نہیں کرتے مگر اس لئے کہ ہمیں اللہ کا مقرب بنا دیں ۲۳ زمر) (۴) ایک طرف ارشاد ہوتا ہے رسول اکرم صلعم کو قل انی لا املک لکم ضرًا ولا رشدًا ۲۹ جن کہدے میں تمہارے نفع نقصان کا مالک نہیں دوسری طرف فرمایا ولا تدع من دون اللہ مالا ینفعک ولا یضرک فان فعلت فانک اذا من الظلمین (اور نہ پکار جو تجھے نہ نفع دے نہ ضرر دے اگر تو ایسا کرے تو یقینًا ظالموں سے ہے) تعجب کہ باوجود ایسی صریح آیات کے آپ پھر بھی یا شیخ عبد القادر شیئًا للہ پڑھنے کا فتوے دیتے ہیں اور خدا تو فرماتا ہے وان یمسسک اللہ بضر فلا کاشف لہ الا ھو (اگر تجھے کوئی تکلیف پہنچے تو اللہ کے سوا اس کا کھولنے والا کوئی نہیں) اور اسطرف ایاک نعبد وایاک نستعین کے برخلاف اوروں سے امداد کے فعل کی استعانت طلب کیجاتی ہے اور پھر کہتے ہیں کہ کوئی وسیلہ تو چاہیے۔ شاید یہ آیات نہیں سنیں۔ واذا سألک عبادی عنی فانی قریب اجیب دعوۃ الداع اذا دعان (جب میرے بندے میری نسبت پوچھیں تو کہدے میں قریب ہوں۔ دعا کرنے والے کی دعا کو قبول کرتا ہوں یا جواب دیتا ہوں جب وہ دعا کرے) اور نحن اقرب الیہ من حبل الورید۔ تم لوگ پکارتے ہو مرد کو جو ہزاروں کوس کے فاصلہ پر ہے حالانکہ اپنی آواز دو کوس کے فاصلہ پر بھی نہیں پہنچا سکتے اور چھوڑتے ہو اسکو جو شاہرگ سے نزدیک ہے افسوس ہاں اگر مستغاث سے مراد استغاثہ ہو تو کوئی اعتراض نہیں۔ پھر دلائل الخیرات نکلی اور ساتھ ہی ہمیں بتایا گیا کہ اس کے بعد قرآن مجید پڑھنے یا حضرت اللہ کے کلام کو بشر کے کلام سے متاثر کرنے میں کیا

حکمت تھی اور اس کلام اللہ میں کونسی برکت کی کمی تھی جو اس طرف رجوع کیا۔ خدا نے فرمایا وھٰذا کتاب انزلنہ مبارک (یعنی بڑی خیر وبرکت والی) دوسری طرف ارشاد ہے اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی۔ پس دین بھی کامل ہو چکا یعنی تقرب الی اللہ کا تمام ذریعہ بتا دیا گیا۔ اور نعمت بھی کامل ہو چکی۔ پس کونسی کسر دین اسلام میں باقی تھی کہ آپکو دلائل الخیرات سے مدد لینی پڑی۔

سوال یہ ہے کہ آپ کس برکت کے حاصل کرنے کے لئے یہ دلائل الخیرات پڑھتے ہیں جب بتائینگے پھر میں پوچھونگا کیا قرآن مجید کے پڑھنے سے وہ برکت حاصل ہو سکتی ہے یا نہیں اگر ہو سکتی ہے تو پھر اسکی کیا ضرورت ؟ اگر نہیں ہو سکتی تو یہ کمی ہوئی ہے یا نہیں اگر خدا فرماتا ہے۔ اتممت علیکم نعمتی۔ حدیث شریف میں آیا ہے الصلوٰۃ معراج المؤمنین۔ معراج تک جو کمالات انسانی ہیں وہ سب صلوٰۃ کے ذریعہ حاصل ہو سکتے ہیں پس ان ناقص ذریعوں کی طرف دوڑنے کی کیا حاجت اگر نماز سے یہ باتیں حاصل نہیں اگر نماز میں یہ لذتیں نہیں تو کسی کامل طبیب روحانی سے علاج کرائے۔ کیونکہ خدا تعالےٰ کا کلام جھوٹا نہیں ہو سکتا ومن اصدق من اللہ قیلا۔ اسکے بعد آپ نے نفل پڑھے تھے۔ جنہیں ایک کی نیت ذرا پکار کر کی تھی کہ دو رکعت نفل للوالدین میں نے پڑھ دیا تھا ان صلوٰتی ونسکی ومحیای ومماتی للہ رب العالمین۔ یعنی کامل مومن کا طریق تو یہی ہے کہ میری نماز۔ قربانی مرنا۔ جینا اللہ رب العالمین کے لئے ہی ہے اور یہاں للوالدین پڑھی جاتی ہے۔ پھر اگر ایسا کرنا شروع ہوتا تو صحابہ ضرور ہی نبی کریم کے لئے ایسا کرتے کہ وہ انہیں والدین سے بھی زیادہ محبوب تھے اور ان کے محسن۔ پھر اس بات کی بھی سند صحیح درکار ہے کہ نماز پڑھکر کسی کو بخشدیں تو اس کا ثواب کسی کو پہنچ جاتا ہے۔ اس کے بعد آپنے بعد از فراغت نوافل ہدایت شروع کی کہ نماز تراویح بیس رکعت پڑھا کرو۔ مگر میں نے تو صاف کہ دیا تھا۔ کہ حدیث شریف میں ہے دیکھو بلوغ المرام عن عائشۃ ما کان رسول اللہ صلعم یزید فی رمضان ولا فی غیرہ علے احد عشر رکعۃ (متفق علیہ) یہاں پر بالخصوص

رات کی نماز کا ذکر ہے۔ اور فی رمضان اسی لئے فرمایا تاکہ کسی کو یہ وہم نہ پڑے کہ آپ رمضان میں اس سے زیادہ نماز تراویح الگ پڑھتے تھے۔

اور اس قیام رمضان کا نام تراویح بھی بدعت ہے کسی حدیث صحیح میں یہ نام نہیں ملتا۔ پھر آپ کوئی صحیح حدیث مرفوع متصل ہرگز ہرگز پیش نہیں کر سکتے جن سے بیس رکعت یہ نماز سنت موکدہ ثابت ہو سکے حضرت ! آپکے مقتدا حنفیوں کے قبلہ وکعبہ امام ابن ہمام (جن پر سارے دلائل کا دارومدار ہے) نے فتح القدیر میں یہ لکھا ہے۔

فتحصل من ھٰذا کلہ ان قیام رمضان سنۃ احدی عشرۃ بالوتر فی جماعۃ فعلہ علیہ السلام وترکہ بعذر افادانہ لولا خشیۃ ذلک لواظبت ولا شک فی تحقق الامن ذالک بوفاتہ صلی اللہ علیہ وسلم فیکون سنۃ۔ وکونہا عشرین سنۃ الخلفاء الراشدین وقولہ علیہ السلام علیکم بسنتی وسنۃ الخلفاء الراشدین ندب الی سنتھم ولا یستلزم کون ذالک سنۃ اذ السنۃ ما واظبہ بنفسہ الا بعذر وبتقدیر عدم ذالک القدر انما استفدنا انہ کان یواظب علے ما وقع منہ وھو ماذکرنا فیکون عشرون مستحبا ذالک القدر منہا ھو السنۃ کاربعۃ بعد العشاء مستحبۃ ورکعتان منہا سنۃ۔ اس کا خلاصہ یہ ہے کہ قیام رمضان مع وتر گیارہ رکعت ہے اور بیس کو سنت خلفاء الراشدین کہدیں مگر اس سے بیس رکعت کا سنت ہونا لازم نہیں آتا۔ کیونکہ سنت وہ ہے جسپر بنفسہ آپ صلعم نے مواظبت فرمائی۔ غرض بیس رکعت میں سے آٹھ رکعت سنت ہوئیں۔ اور بارہ مستحب جیسے عشاء کے بعد چار مستحب ہیں اور دو انہیں سے سنت۔

پھر دیکھو بحر الرائق اور طحطاوی ان الدلیل یقتضی ان یکون السنۃ من العشرین ما فعلہ النبی صلعم والباقی مستحبا (یعنی بیس سے سنت اتنی ہوں جو نبی کریم صلعم نے خود پڑھیں اور باقی مستحب) وقد ثبت انہ ذالک کانت احدی عشرۃ رکعۃ بالوتر کما ثبت فی الصحیحین من حدیث عائشۃ رضی اللہ عنہا (اور وہ گیارہ رکعت مع وتر جیسا کہ صحیحین میں ثابت ہیں)

باقی رہی یہ بات کہ یہ سنت الخلفاء الراشدین ہے۔ پہلے تو میرا یہ سوال ہے کہ یہاں پر خلیفہ کی فرداً فرداً سنت کیونکر مراد ہو سکتی ہے۔ اگر یہ بات ہوتی تو سنت کی بجائے سنن آتا۔ نیز بعض اقوال حضرت عمرؓ و دیگر خلفاء کے فرداً فرداً دونہ ہونے۔ پھر سنت تو وہ ہے جس پر مواظبت کی ہو بنفسہ۔ پس کیا آپ ثابت کر سکتے ہیں۔ کہ ان چار خلفاء میں سے کسی ایک نے بھی یہ نماز تراویح پہلی رات جماعت کے ساتھ بیس رکعت پڑھی؟ مولانا! ہم تو مشکوٰۃ میں پڑھتے ہیں کہ حضرت عمر ایک رات مسجد کے پاس سے گذرے اور لوگ متفرق پڑھ رہے تھے آپ نے ایک قاری پر جمع کرنے کا ارشاد فرمایا۔ دوسری رات پاس سے گذرے تو فرمایا نعم البدعۃ ھذہٖ۔ دیکھئے پھر بھی اس فعل کو بدعت ہی فرمایا معلوم ہوا۔ کہ رسول اکرم صلعم نے بایں ہیئت نہ پڑھائی تھی۔ اور یہ تسلیم کرنے کو تیار ہوں۔ کہ یہ بدعت اصطلاحی معنے میں نہیں اس سے آگے پڑھئے والتی تنامون عنھا افضل من التی تقومون یرید آخر اللیل۔ یعنے پچھلی رات پڑھنے والے پڑھکر سو رہنے والوں سے بہر حال افضل ہیں۔ اسی اثر کے مطابق کہ اس سے صحیح کوئی روایت قیام رمضان کے بارے میں نہیں۔ ہمارا مذہب ہے کہ حتی الوسع پچھلی رات پڑھنی چاہیئے گھر میں۔ اور اگر سمجھیں کہ پچھلی رات نہیں پڑھی جا سکتی تو پہلی رات ہی ۱۱ رکعت باجماعت پڑھ لیں۔ کیونکہ ان نوافل کی جماعت بھی آگئی ہے۔ پھر یہ بھی ثابت نہیں ہوتا کہ خلفاء راشدین میں سے بھی کسی نے بیس رکعت پڑھنے کا حکم دیا۔ کیا یزید بن رومان کی روایت پیش کرتے ہو بے شک کیجئے مگر کبیری میں دیکھ لو اسے ضعیف لکھا ہے۔ پس یہ کیونکر ہم پر حجت ہو نیز مفصلہ ذیل احادیث موطائے امام مالک میں ہیں۔

عن السائب بن یزید قال امر عمر بن خطاب ابی بن کعب و تمیم الداری ان یقوما للناس باحدی عشر رکعۃ۔ ایسا ہی سنن سعید بن منصور میں ہے۔ سمعت السائب بن یزید یقول کنا نقوم فی زمان عمر بن الخطاب باحدی عشرۃ رکعۃ (کہ ہم زمانہ عمر خطاب میں گیارہ رکعت سے قیام کرتے تھے۔ اور آپ نے ابی بن کعب کو گیارہ رکعت کا حکم دیا) اور یہ آپ بھی مانتے ہیں۔ کہ حضرت ابوبکرؓ کے عہد میں نماز تراویح بایں ہیئت بیس رکعت نہیں پڑھی جاتی رہی۔ موقوف۔ مرفوع کے حکم میں ہو یہ آپ کہا کرتے ہیں۔ مگر واضح ہو کہ موقوف حکماً ...... مرفوع حدیث کا مقابلہ نہیں کر سکتی اب میں دیکھتا ہوں کہ آپ کیا جواب دیتے ہیں۔

مولوی صاحب آپ کے مخاطب اکثر جہال رہے ہیں اسلئے آپ کہہ دیا کرتے ہیں "سب جھوٹ" مگر یاد رہے کہ اب آپ کا مخاطب اسی گلستان میں سے ہے۔ جس کے پھولوں کی آپ نے عمر کا ایک معتدبہ حصہ خوشبو سونگھی۔ بلکہ بقول میرے ایک دوست کے گلقند کھائی۔

اس سے آگے ہمارا سلسلہ کلام نزول مسیح بجسدہ العنصری کی قوی سے قوی دلیل کیطرف منتقل ہوا آپ نے فرمایا انا انزلناہ فی لیلۃ القدر کے کیا معنے عرض کیا ہم نے اس قرآن کو اتارا۔ کہاں سے؟ خدا نے اپنی جناب سے۔ خدا کی جناب کہاں ہے؟ جہاں وہ ہے۔ خود بخود آپ نے کہدیا وہ تو آسمان میں ہے۔ اور آسمان ہی سے قرآن نازل ہوا! یہ کیسے؟ کیا خدا زمین پر نہیں اور کیا لکھا لکھایا قرآن مجید آسمان سے اترا آیا۔ آپ پوچھتے ہیں لوح محفوظ کہاں ہے۔ میں نے عرض کیا بل ھو قرآن مجید فی لوح محفوظ کے معنے آپ نہیں سمجھے۔ لوح محفوظ تو علم الٰہی کا نام ہے۔ دوسرا اسکے یہ معنے بھی ہیں کہ قرآن مجید ہے اور لوح میں محفوظ ہے دیکھو مدارک فی لوح محفوظ من وصول الشیٰطین محفوظ نافع صفۃ للقرآن ای من التغییر والتبدیل واللوح عند الحسن شی یلوح للملائکۃ فیقرؤنہ اور میرے نزدیک تو وہ لوح بھی مراد ہو سکتی ہے جن پر نبی کریم کے زمانے میں بایں ہیئت و ترتیب قرآن مجید لکھا جاتا تھا۔ آپ بولے ہائیں بایں ہیئت و ترتیب یہ تو حضرۃ عثمان کا کام ہے۔ آنحضرتؐ کے زمانے میں تو قرآن مجید یکجا نوشتہ موجود نہ تھا۔ میں نے کہا حضرت پھر ذٰلک الکتاب کیوں کہا گیا؟ اور وہ کتاب مسطور فی رق منشور (کتاب لکھی گئی بڑے چوڑے چھلکے کاغذوں میں) کیوں فرمایا لکھنے والوں کی یہ صفت کیوں فرمائی بایدی سفرۃ کرام بررۃ یعنے لکھنے والوں کے ہاتھوں جو کہ بزرگ اور نیک ہیں۔ آپ نے کہا یہ کام یعنی جمع تو عثمانؓ نے کیا میں نے عرض کیا اے حضرت خداتعالےٰ فرماتا ہے ان علینا جمعہٗ۔ اور نبی کریم صلعم قرآن مجید لکھاتے جاتے۔ اور ساتھ ہی فرما دیتے یہ آیت یا سورۃ فلاں جگہ ہے اسی کے مطابق قرآن تیار ہوا اور حضرت عثمانؓ نے صرف اسکی نقلیں شائع کیں۔

خیر گفتگو تو نزول کے بارے میں ہے کہ انزلنا سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ وہ چیز آسمان ہی سے گرے فرمایا "کیوں نہیں"؟ عرض کیا حضرت خداتعالےٰ فرماتا ہے وانزلنا الحدید (ہم نے اتارا لوہا) اور وانزل لکم من الانعام ثمانیۃ ازواج۔ (آٹھ جوڑے مویشی اتارے) اس حساب سے تو پھر یہ سب آسمان سے گرے ہونگے۔ آپ بڑے جزم سے فرماتے ہیں ہاں لوہا اور اونٹ وغیرہ سب آسمان ہی سے پہلی دفعہ گرے۔ میں نے پھر کہا کیا سچ مچ آسمان ہی سے گرے فرمایا "بے شک" میں نے اس کا جواب کچھ نہیں دیا کیونکہ یہ بے شک خود ہی اپنا جواب ہے اور اسمقام پر میری خاموشی ہی موافق قول سعدی تھی۔ افسوس مولویصاحب وجعلنا من الماء کل شیٔ حی۔ بھول گئے اور پانی تو زمین پر ہی تھا وبث فیھا من کل دابۃ وغیرہ آیات نیز وہ آیات جن سے "آدم" کا زمین سے پیدا ہونا ثابت ہوتا ہے۔ غرض خود آدم علیہ السلام تو زمین سے بنیں اور مویشی وغیرہ سب آسمان سے اتریں۔ کچھ تعجب نہیں اگر مولوی صاحب کہدیں۔ آدم علیہ السلام کا بت بھی آسمان پر ہی بنا تھا برخلاف آیت منھا خلقناکم اور انی جاعل فی الارض خلیفہ غالباً جنت کے لفظ سے دھوکا ہوا ہوگا حالانکہ یہ وہ جنت نہیں کیونکہ وہ لا یسمعون فیھا لغواً ولا کذاباً کا مصداق ہے اور یہاں آدم علیہ السلام نے سب کچھ سُنا پھر میں نے کہا اچھا قد انزلنا علیکم لباساً یہ لباس بھی آسمان سے اترا ہوگا۔ فرماتے ہیں ہاں۔ بنا بنایا۔ آدم علیہ السلام پر آسمان سے اترا (طفقا یخصفان علیہما من ورق الجنۃ بھول گئے) میں نے کہا مولانا یا بنی آدم اس سے پہلے ہے اور علیکم فرمایا۔ یُواری سوآتکم ساتھ ہی آیا ہے نہ کہ سواۃ ابیکم۔ پس اب بولئے۔ آپ خاموش رہ گئے۔ پھر کہا۔ وان من شیٔ الا عندنا خزائنہ وما ننزلہ الا بقدر معلوم یہ ننزلہ کہ ہم اتارتے رہتے ہیں اس کے متعلق آپ کا کیا جواب ہے کیا سب خزینے آسمان سے دمبدم گرتے رہتے ہیں یا کبھی گرے؟

پھر سنئے انزل اللہ الیکم ذکراً رسولاً۔ خدا نے تمہاری طرف یاد دلانیوالا رسول نازل کیا۔ یہ رسول اکرم صلعم کی نسبت فرمایا کہئے وہ آسمان سے نازل ہوئے؟ آپ نے کھسیانے ہوکر کہا وہ تو مکہ میں پیدا ہوئے تھے۔ نزول کے ایک حقیقی معنے ہیں ایک تاویلی یہاں مکہ میں پیدا ہونے کے لئے اصل معنے نہیں لئے میں نے کہا پھر کیا وجہ ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کے لئے نزول کے معنے یہی نہ لئے جائیں جنہیں آپ تاویلی کہتے ہیں اور میرے خیال میں عین محاورہ کے موافق ہیں۔ پھر انزلنا رسول اکرم صلعم کی نسبت تو قرآن مجید میں آیا ہے مگر مسیح موعود کی نسبت تو قرآن مجید میں کہیں نہیں۔ آپ نے کہا احادیث میں ہے میں ...... نے کہا جہاں ہے وہیں ساتھ اماکم منکم قرینہ صارفہ (آپکے مذاق کے مطابق تاویلی معنے لینے کے لئے موجود ہے) آپ نے کہا ابن مریم بھی تو ساتھ ہی ہے میں نے کہا مگر ابن مریم تو وفات پاچکا۔ آپ بولے وہ تو آسمان پر ہے وماقتلوہ یقیناً بل رفعہ اللہ الیہ۔

عرض کیا۔ مگر کیا اللہ صرف آسمان پر ہے۔ فرمایا وہی اسکے ملائکہ کا مقر ہے میں نے کہا بیشک مگر خدا کا مقر تو نہیں آپ نے کہا زمین تو لعنتی [illegible] ہے۔ اور خدا فرماتا ہے رفعہ اللہ الیہ [illegible] نے کہا آپ کو چاہیئے تھا کہ لعنتی کا مقام زمین [illegible] کہتے ہوئے سوچ لیتے کہ اسی میں ہمارے نبی اکرم صلعم تمام جہان کے سردار کا جسد [illegible] مدفون ہے مولوی صاحب [illegible] بات ہے کہ کل نبیوں کا سردار تو زمین [illegible] کے نیچے ہو اور موسوی امت کا خلیفہ [illegible] برس سے آسمان پر ہو اگر میں ہوتا آپ [illegible] ہمارے نبی صلعم ہی تو آسمان پر گئے [illegible] کہا آپ کا اشارہ معراج کی طرف ہے [illegible] تھوڑی سے مدت میں گذر گیا [illegible] عرصہ اور کہاں یہ بیس صدیاں [illegible] ولکم فی الارض مستقر [illegible] اور منہا خلقنا کم (یعنی [illegible]) پیدائش دمبدم ساتھ ساتھ ہوتی [illegible] نصوص بینہ قرآنی کے خلاف ہے [illegible] بات کا کیا ثبوت ہے نبی کریم صلعم [illegible] کے ساتھ آسمان پر گئے آپ بولے اسریٰ بعبدہ لیلاً سے ثابت ہے میں نے کہا یہ آیت تو آپ کا مطلب ثابت نہیں کرتی کیونکہ اسمیں تو مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک جانے کا ذکر ہے جو خواہ بلا جسم ہو تو بھی [illegible] اس پر آپ گھبرائے اور مجھے پوچھنا شروع [illegible] سبحان کیسا ہے۔ میں نے کہا اس سوال سے آپ کی یہ غرض معلوم ہوتی ہے کہ سبحان

# سفر نامہ دھلی

(گذشتہ اشاعت سے آگے)

## مسیح موعود کی سچائی کا ایک نشان

ان خیالات میں سے جو میرے سر میں رات کی اسکی تاریکی اور تنہائی میں یکے بعد دیگرے گذر رہے تھے سب سے پہلے یہ خیال گذرا کہ یہ ریل گاڑی جس پر سوار ہو کر ہم جا رہے ہیں بجائے خود ہمارے سید و مولا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سچائی کا ایک زبردست ثبوت اور اسکے زمانہ کے علامات میں ایک علامت ہے۔ اور پھر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی سچائی کا ایک عظیم الشان نشان ہے۔

## کاش کوئی آنکھ دیکھے!

اگرچہ میرا خیال ہے کہ عموماً ناظرین الحکم اجمالی طور پر اس نشان کو سمجھ گئے ہونگے مگر میں محض اس خیال سے (کہ عوام کو فائدہ پہونچے اور اسکی تصریح سے اپنے آقا و ولی نعمت کی تصدیق اور تائید ہو) کھول کر بیان کرنا ضروری ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ کے آثار و علامات بہت سے بیان فرمائے ہیں منجملہ اس کے ایک **نشان** وہ ہے جو قرآن کریم کی آیت کریمہ **واذا العشار عطلت** میں بیان کیا گیا ہے اور اس کی تصدیق میں یہ حدیث موجود ہے **ویترک القلاص فلا یسعی الیھا** یہ **زمینی نشان** ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی **صداقت** کے لئے ظاہر ہوا ہے۔ اور اسی **نشان** کے ذریعہ قرآن کریم کا منجانب اللہ ہونا بھی ثابت ہوتا ہے۔

اور اونٹوں کے چھوڑے جانے اور نئی سواری کا استعمال اگرچہ بلاد اسلامیہ میں قریباً سو برس سے عمل میں آ رہا ہے لیکن یہ پیشگوئی اب خاص طور پر مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کی ریل طیار ہونے سے پوری ہو جائے گی۔ کیونکہ وہ ریل جو دمشق سے شروع ہو کر مدینہ میں آئے گی وہی مکہ معظمہ میں آئیگی اور امید ہے کہ بہت جلد اور صرف چند سال تک یہ کام تمام ہو جائیگا تب وہ اونٹ جو تیرہ سو برس سے حاجیوں کو لیکر مکہ سے مدینہ کیطرف جاتے تھے یکدفعہ بیکار ہو جائیں گے اور ایک انقلاب عظیم عرب اور بلاد شام کے سفروں میں آجائے گا۔ چنانچہ یہ کام بڑی سرعت سے ہو رہا ہے اور تعجب نہیں کہ تین سال کے اندر اندر یہ ٹکڑہ مکہ اور مدینہ کی راہ کا طیار ہو جائے اور حاجی لوگ بجائے بگروں کے پتھر کھانے کی طرح طرح کے میوے کھاتے ہوئے مدینہ منورہ میں پہونچا کریں بلکہ غالباً معلوم ہوتا ہے کہ کچھ تھوڑی ہی مدت میں اونٹ کی سواری تمام دنیا میں سے اٹھ جائے گی اور یہ پیشگوئی ایک چمکتی ہوئی بجلی کی طرح تمام دنیا کو اپنا نظارہ دکھلائے گی اور تمام دنیا اس کو بچشم خود دیکھے گی۔ اور سچ تو یہ ہے کہ مکہ اور مدینہ کی ریل کا طیار ہو جانا گویا تمام اسلامی دنیا میں ریل کا پھر جانا ہے + کیونکہ اسلام کا مرکز مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ ہے۔ اگر سوچکر دیکھا جائے تو اپنی کیفیت کی رو سے خسوف کسوف کی پیشگوئی اونٹوں کے متروک ہونے کی پیشگوئی ایک ہی درجہ پر معلوم ہوتی ہیں کیونکہ جیسا کہ خسوف کسوف کا نظارہ کروڑہا انسانوں کو اپنا گواہ بنا گیا ہے ایسا ہی اونٹوں کے متروک ہونے کا نظارہ بھی ہے بلکہ یہ نظارہ کسوف خسوف سے بڑھکر ہے کیونکہ خسوف کسوف صرف دو مرتبہ ہو کر اور صرف چند گھنٹہ تک رہ کر دنیا سے گذر گیا مگر یہ نئی سواری کا نظارہ جس کا نام ریل ہے ہمیشہ یاد دلاتا رہے گا کہ پہلے اونٹ ہوا کرتے تھے ذرا اوس وقت کو سوچو کہ جب مکہ معظمہ سے کئی لاکھ آدمی ریل کی سواری میں ایک ہیئت مجموعی میں مدینہ کی طرف جائیگا یا مدینہ سے مکہ کیطرف آئے گا تو اوس نئی طرز کے قافلہ میں عین اوس حالت میں جبکہ وقت کوئی اہل عرب یہ آیت پڑھے گا کہ **واذا العشار عطلت** یعنے یاد کرو وہ زمانہ جب کہ اونٹنیاں بیکار کی جائینگی اور ایک حمل دار اونٹنی کا بھی قدر نہ رہے گا جو اہل عرب کے نزدیک بڑی قیمتی تھی اور یا جب کوئی حاجی ریل پر سوار ہو کر مدینہ کیطرف جاتا ہوا یہ حدیث پڑھے گا کہ **ویترک القلاص فلا یسعی علیھا** یعنے مسیح موعود کے زمانہ میں اونٹنیاں بیکار ہو جائیں گی اور انپر کوئی سوار نہیں ہوگا تو سننے والے اس پیشگوئی کو سنکر کسقدر وجد میں آئیں گے اور کس قدر انکا ایمان قوی ہوگا جس شخص کو عرب کی پرانی تاریخ سے کچھ واقفیت ہے وہ خوب جانتا ہے کہ اونٹ اہل عرب کا بہت پرانا رفیق ہے اور عربی زبان میں ہزار کے قریب اونٹ کا نام ہے اور اونٹ سے اسقدر قدیم تعلقات اہل عرب کے پائے جاتے ہیں کہ میرے خیال میں بیس ہزار کے قریب عربی زبان میں ایسا شعر ہوگا جس میں اونٹ کا ذکر ہے اور خدا تعالےٰ خوب جانتا تھا کہ کسی پیشگوئی میں اونٹوں کے ایسے انقلاب عظیم کا ذکر کرنا اس سے بڑھکر اہل عرب کے دلوں پر اثر ڈالنے کے لئے اور پیشگوئی کی عظمت انکی طبیعتوں میں بٹھانے کے لئے اور کوئی راہ نہیں۔ اسی وجہ سے یہ عظیم الشان پیشگوئی قرآن شریف میں ذکر کی گئی ہے جس سے ہر ایک مومن کو خوشی سے اچھلنا چاہیئے کہ خدا نے قرآن شریف میں آخری زمانہ کی نسبت جو مسیح موعود اور یاجوج ماجوج اور دجال کا زمانہ ہے یہ خبر دی ہے کہ اس زمانہ میں یہ رفیق قدیم عرب کا یعنی اونٹ جسپر وہ مکہ سے مدینہ کی طرف جاتے تھے اور بلاد شام کی طرف تجارت کرتے تھے ہمیشہ کے لئے اون سے الگ ہو جائیگا سبحان اللہ کسقدر روشن پیشگوئی ہے یہانتک کہ دل چاہتا ہے کہ خوشی سے نعرے ماریں کیونکہ ہماری پیاری کتاب اللہ قرآن شریف کی سچائی اور من جانب اللہ ہونے کے لئے یہ ایک ایسا نشان دنیا میں ظاہر ہو گیا ہے کہ نہ توریت میں ایسی بزرگ اور کھلی کھلی پیشگوئی پائی جاتی ہے اور نہ انجیل میں اور نہ دنیا کی کسی اور کتاب میں۔ ہندؤں کے ایک پنڈت دیانند نام نے ناحق فضولی کے طور پر کہا تھا کہ وید میں ریل کا ذکر ہے یعنی پہلے زمانہ میں آریہ ورت (ملک ہند) میں ریل جاری تھی مگر جب ثبوت مانگا گیا تو بجز بیہودہ باتوں کے اور کچھ جواب نہ تھا اور دیانند کا یہ مطلب نہیں تھا کہ وید میں پیشگوئی کے طور پر ریل کا ذکر ہے کیونکہ دیانند اسبات کا معترف ہے کہ وید میں کوئی پیشگوئی نہیں بلکہ اسکا صرف یہ مطلب تھا کہ ہندؤں کے عہد سلطنت میں ہی یورپ کے فلاسفروں کیطرح ایسے کاریگر موجود تھے اور اس زمانہ میں بھی ریل موجود تھی یعنی ہمارے بزرگ بھی انگریزوں کی طرح کئی صنعتیں ایجاد کرتے تھے لیکن قرآن شریف یہ دعویٰ نہیں کرتا کہ کسی زمانہ میں ملک عرب میں ریل موجود تھی بلکہ آخری زمانہ کے لئے ایک عظیم الشان پیشگوئی کرتا ہے کہ ان دنوں میں ایک بڑا انقلاب ظہور میں آئیگا اور اونٹوں کی سواری بیکار ہو جائیگی اور ایک نئی سواری دنیا میں پیدا ہو جائے گی جو اونٹوں سے مستغنی کر دے گی یہ پیشگوئی جیسا کہ میں بیان کر چکا ہوں حدیث مسلم میں بھی موجود ہے جس میں مسیح موعود کے زمانہ کی علامت بیان کی گئی ہے مگر معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اس پیشگوئی کو قرآن شریف کی اس آیت سے ہی استنباط کیا ہے **واذا العشار عطلت** سے۔ یاد رہے کہ قرآن شریف میں دو قسم کی پیشگوئیاں ہیں ایک قیامت کی اور ایک زمانہ آخری کی مثلاً جیسے یاجوج ماجوج کا پیدا ہونا اور اون کا تمام ریاستوں پر فائق ہونا یہ پیشگوئی آخری زمانہ کے متعلق ہے اور حدیث مسلم نے پیشگوئی **یترک القلاص** میں صاف تشریح کر دی ہے اور کھولکر بیان کر دیا ہے کہ مسیح کے وقت میں اونٹوں کی سواری ترک کر دی جائے گی۔

## الغرض

اس سواری پر سوار ہو کر دل بے اختیار اللہ تعالیٰ کی حمد کرنے کو چاہتا تھا خصوصاً ایسی حالت میں کہ وہ خدا کا برگزیدہ اور اسکے اپنے ہاتھ سے کیا ہوا مسیح موعود ہمارے ساتھ تھا۔ اور اسکی رفاقت نے آج خصوصیت کے ساتھ اس پیشگوئی پر غور کرنے کا موقع دیدیا تھا۔ میں دل ہی دل میں عجیب لذت لے رہا تھا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی کشفی نظر کسقدر تیز اور دور بین ہے جسکی نظیر اولین اور آخرین میں مل نہیں سکتی۔ انہیں خیالات کے سلسلہ میں ان احادیث کی طرف چلا گیا جن میں ہو بہو اس سواری کا نقشہ کھینچا گیا ہے کیونکہ یہ سفر رات ہی کا سفر تھا۔ اور رات کی تاریکی اور سنسانی میں ہی یہ **خر دجال** اپنی آوازیں نکالتا ہوا اسی طرح جا رہا تھا جسطرح پر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے قبل از وقت خبر دی تھی۔ اس مقام پر ان احادیث کا مجموعی طور پر لکھ دینا غالباً ناظرین الحکم کے لئے فائدہ اور دلچسپی سے خالی نہ ہوگا۔

**یخرج الاعور الدجال من یھودیۃ اصبھان لہ عین والاخری کانھا کوکب معہ وجنۃ من دم یشوی فی الشمس شیئاً یتناول الطیر من الجولۃ ثلاث صیحات یسمعھا اھل المشرق والمغرب لہ حمار ما بین عرض اذنیہ اربعین باعاً یطأ کل منھل فی کل سبعۃ ایام یسیر معہ جبلان احدھما فیہ اشجار وثمار وماء واحدھما فیہ دخان ونار یقول ھذہ الجنۃ و ھذہ النار رواہ الحاکم وابن عساکر عن ابن عمر۔**

ترجمہ :۔ حاکم اور ابن عساکر نے ابن عمر سے روایت کی ہے کہ کانا دجال اصفہان کے یہودیوں میں سے نکلیگا اور اسکی آنکھ پیدا ہی نہ ہوئی ہوگی اور اسکی دوسری آنکھ ستارہ کی سی ہوگی جس میں خون ملا ہو سورج میں کوئی چیز بھونے گا اور اڑتے ہوئے جانور کو پکڑ لیگا تین آوازیں کریگا جسکو مشرق والے اور مغرب والے سن لینگے۔ اسکا ایک گدھا ہوگا۔ اسکے دو کانوں کے درمیان چالیس ۴۰ باع کا عرض ہوگا ہر گھاٹ کو ہر ہفتہ میں طے کریگا اور اسکے ساتھ دو پہاڑ ہونگے ایک میں تو درخت اور پھل اور پانی ہوگا اور دوسرے میں دھواں اور آگ۔ دجال کہیگا کہ یہ جنت ہے اور یہ دوزخ ہے۔ دیکھو کنز العمال جلد ۷ صفحہ ۲۰۰۔

اس حدیث سے بخوبی واضح ہے کہ دجال کا ایسا گدھا ہوگا جو بہت ہی تیز رو ہوگا اور ایک ہفتہ میں کل سٹیشنوں کو طے کریگا۔ اور ہم دیکھتے ہیں کہ کراچی سے کلکتہ تک اور مدراس سے پشاور تک ایک ایک ہفتہ میں کل سٹیشنوں کو طے کرتا ہے جسکو شک ہو ریلوی کے تقسیم اوقات کے نقشوں کو ملاحظہ کرے اور پھر اس گدھے کی تعریف میں یہ بھی لکھا ہے کہ اوس کے ہمراہ دو پہاڑ ہونگے۔ واقعی جسقدر گاڑیاں اوس کے ساتھ ہیں وہ پہاڑ کی شکل میں دکھائی دیتی ہیں اور فی الحقیقت ان گاڑیوں میں درختوں کے پودے۔ میوہ جات اور پانی بھی ہوتا ہے اور انجن اور اوس کے ساتھ

+ چونکہ ریل کا وجود اور اونٹوں کا بیکار ہونا مسیح موعود کے زمانہ کی نشانی ہے اور مسیح کے ایک یہ بھی معنے ہیں کہ بہت سیاحت کرنے والا۔ تو گویا خدا نے مسیح کیلئے اور اس کے نام کے معنے متحقق کرنے کے لئے اور نیز اسکی جماعت کیلئے کے حکم میں ہیں۔ ریل کو ایک سیاحت کا وسیلہ پیدا کیا ہے تا وہ سیاحتیں جو پہلے مسیح نے ایک عمر میں بمشکل بصد محنت پوری کی تھیں اس مسیح کے لئے صرف چند ماہ میں وہ تمام سیر و سیاحت میسر آجائے اور یہ یقینی امر ہے کہ جیسے اس زمانہ کا ایک مامور من اللہ ریل کی سواری کے ذریعہ سے خوشی اور آرام سے ایک بڑے حصۂ دنیا کا چکر لگا کر اور سیاحت کر کے اپنے وطن میں آسکتا ہے۔ یہ سامان پہلے نبیوں کے لئے میسر نہیں تھا اس لئے مسیح کا مفہوم جیسے اس زمانہ میں جلد پورا ہو سکتا ہے کسی دوسرے زمانہ میں اسکی نظیر نہیں۔ منہ

کی گاڑی مین آگ اور آگ کا سامان اور دھوان بھی ہوتا ہے پھر تعجب کہ نادان کہتے ہین کہ ریل دجال کا گدہا نہین اور طرفہ یہ کہ ہر ریلوی مین دو ہی گارڈ ہوتے ہین جو اشارون سے گاڑی کو چلاتے ہین - اور واقعی ایک گارڈ ریلوی کی اگلی گاڑی مین اور ایک اوس کی پچھلی گاڑی مین ہوتا ہے جب دونون کا اتفاق ہوتا ہے تو گاڑی چلتی ہے اور اگر دونون گارڈون کے درمیانی فاصلہ کو ماپا جائے تو ۴۰ یا ۷۰ باع سے کم نہین ہوتا ہے - باع کہتے ہین دونون ہاتہون کے پہیلاؤ کو - اگر کسی کو شک ہو تو ماپ کر دیکھ لے -

حمار یعنے گدہے کا لفظ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کیون بولا اونٹ یا گھوڑا کیون نہ کہا سو اسکا جواب یہ ہے کہ اپنے صحابہ کو سمجہانے کے لئے بطور مثال بیان کیا ہے کیونکہ گدہا بوجہ لادنے اور سواری دینے مین کام آتا ہے - ایک تو اسوجہ سے حمار کا لفظ استعمال کیا اور دوسری وجہ یہ کہ گدھے کی آواز سخت مکروہ ہوتی ہے ان انکر الاصوات لصوت الحمیر اسکی مصدق ہے اور چونکہ ریل کی آواز بھی سخت مکروہ ہے اسیواسطے اوسکو حمار کے لفظ مین تعبیر کیا گیا -

(ب) اس کی تائید ایک اور حدیث سے ہوتی ہے - اور وہ یہ ہے -

عن رافع بن بشر السلمی عن ابیہ یوشک ان تخرج نار من حبس سیل تسیر سیر مطیئۃ الابل تسیر بالنہار وتقیم باللیل تغدوا وتروح یقال غدت النار ایہا الناس غدوا قالت النار ایہا الناس فقیلوا راحت النار ایہا الناس فروحوا من ادرکتہ اکلتہ - رواہ احمد وابو یعلی والبغوی والباوردی وابن قانع وابن حبان والطبرانی والحاکم وابو نعیم والبیہقی

ترجمہ - احمد بن حنبل اور ابو یعلی اور باوردی اور ابن قانع اور ابن حبان اور طبرانی اور حاکم اور ابو نعیم اور بیہقی نے رافع بن بشر السلمی سے روایت کی اوس نے اپنے باپ سے کہ قریب ہے کہ پانی کے بند کرنے سے ایک قسم کی آگ نکلے گی جو اونٹ کی سی رفتار کرے گی اور دن کو چلے گی اور رات کو قیام کرے گی - صبح کو بھی چلے گی اور شام کو بھی چلے گی (مراد ہر وقت چلے گی) اور پکار ہوگی کہ اے لوگو وہ دن کو چلنے لگی تم بھی تیار ہو جاؤ - پھر آواز ہوگی دوپہر کو چلی تم بھی چلو - پھر شام کو چلے گی تم بھی چلو - اور وہ جسکو گھیرے گی کہا جائے گی - دیکھو کنز العمال

اس حدیث مین مخبر صادق علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ریل گاڑی کا فوٹو کھینچ دیا ہے اور اسکا گہنٹی بجنا اور لوگون کو خبردار کر دینا کہ ریل تیار ہے تم بھی تیار ہو جاؤ - اور نیز ریلوں کی تعداد بتا دی کہ بعض مقامات پر دو دفعہ یعنی صبح و شام ریلوی چلتی ہے اور بعض مین تین دفعہ اور اس سے زیادہ کہین آہین ہوتی ہین اسلئے صرف کثرت دفعہ کا ذکر فرما دیا ہے - اور اس مین کوئی ہرج نہین ہے -

علاوہ برین یہ بھی بتلا دیا کہ وہ سواری یعنی حمار آگ اور پانی کے ذریعہ چلے گی - سو کون نہین جانتا کہ انجن مین پانی بند کر کے آگ دی جاتی ہے اور جب پانی سو درجہ تک گرم ہو جاتا ہے تو اوس سے بہاپ پیدا ہو جاتی ہے جس کے زور سے وہ چلتی ہے -

(ت) حدیث ابن المنادی مین جو حضرت علی کی روایت سے ہے یہ بھی درج ہے کہ دجال کا گدہا ایسا ہوگا کہ اوس کے چلنے کے مقام سے ٹھہرنے کے مقام تک ایک دن اور ایک رات کا سفر ہوگا یعنی جتنا ایک آدمی رات اور دن مین سفر کرے - چنانچہ الفاظ حدیث یہ ہین

ما بین حافر حمارہ الی الحافر الآخر مسیرۃ یوم ولیلۃ

(ث) پھر ایسی حدیث مین دجال کے گدھے کی یہ بھی تعریف ہے کہ اتنا تیز چلے گا کہ اوس کے دائین طرف بادل ہو تو فوراً وہان تک پہونچ جائیگا چنانچہ الفاظ حدیث یہ ہین -

یتناول السحاب بیمینہ ویسبق الشمس الی مغیبہا - پس کون نہین جانتا کہ ریلوی گاڑی اتنی سرعت سے چلتی ہے کہ بادلون کو پیچھے چھوڑ جاتی ہے - اور سورج کے غروب ہونے سے پہلے کہین کی کہین چلی جاتی -

(ج) اوس کا گدہا صرف خشکی پر ہی نہین چلے گا بلکہ سمندر مین بھی اپنی پوری رفتار سے چلے گا - چنانچہ الفاظ حدیث حسب ذیل ہین -

یخوض البحر الی کعبیہ یعنے سمندر مین ٹخنون تک غوطہ لگائے گا - جن لوگون نے بندرگاہون کا معائنہ کیا ہوگا دخانی جہازون اور اگنبوٹون مین سیر کی ہوگی اون پر بخوبی روشن ہے کہ انجن جہاز یا کشتی دخانی کا ایک حصہ پانی مین ہوتا ہے -

(ح) دجال کے گدہے کی ایک علامت یہ بھی لکھی ہے کہ اوس کے آگے آگے ایک دہوین کا پہاڑ اور پیچھے سبزی نما پہاڑ ہوگا - جو حدیث کے الفاظ ذیل سے ہویدا ہے امامہ جبل دخان وخلفہ جبل دخان - جن لوگون نے ریلون اور جہازون کو چلتے ہوئے دیکھا ہے اون کو معلوم ہے کہ انجن چونکہ آگے آگے ہوتا ہے اوس سے بکثرت دہوان نکلتا ہے جو آسمان مین بلند ہو کر ایک پہاڑ سا دکہائی دیتا ہے اور جب دہوان ہوا مین منتشر ہو کر ریلوی کے پیچھے ہو جاتا ہے تو سبز پہاڑ کی صورت اختیار کر لیتا ہے -

(خ) وہ گدہا آواز کرے گا جو دور دور تک سنائی دیگی گویا اوس سے وہ اون لوگون کو جو اوس مین سوار ہونے کے لئے منتظر ہوتے ہین بلاتا ہوگا - چنانچہ الفاظ حدیث یہ ہین - ینادی بصوت لہ یسمع بہ ما بین الخافقین الی اولیائی الی اولیائی الی احبائی - پس صاف واضح ہے کہ یہ باتین ریل گاڑی مین پائی جاتی ہین پھر اگر اسکو دجال کا گدھا نہ مانا جائے تو بتاؤ کہ ایسی عظیم الشان بے نظیر گاڑی کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہان خبر دی ہے اور یہ تو سب علماؤنکا ایمان ہے کہ اوس مخبر صادق علیہ الصلوٰۃ والسلام نے قیامت تک کی خبرین دیدی ہین اگر دجال کے گدہے کے علاوہ وہ کوئی اور چیز ہے تو بتاؤ کہ اسکی اطلاع کس حدیث مین ہے - دیکھو کنز العمال جلد ۷ صفحہ ۲۶۷ -

## مختصراً

یہ تمام احادیث ریل گاڑی کی ایجاد کی پیشگوئی کو صاف طور پر بتاتی ہین اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی سچائی اور مسیح موعودؑ کی صداقت پر مہر کرتی ہین اس مقام پر عوام مخالف الرائے علماء کے بہکانے سے ایک اعتراض کرتے ہین کہ جب ریل گاڑی دجال کا گدھا ہے تو اسپر مسیح موعود خود کیون سوار ہوتا ہے ؟

**رفع اعتراض**

اس سوال کی معقولیت پر تو ناظرین خود قیاس کر لین ایسے معترض ہمین نہین بتاتے کہ کیا اسپر سوار ہونا قرآن شریف یا احادیث مین حرام آیا ہے ؟ اگر یہ بات نہین اور یقیناً نہین تو پھر ایسا بیہودہ اعتراض کیون کیا جاتا ہے علاوہ برین یہ کہ بوجہ ملکیت اور قبضہ اور تصرف تام اور ایجاد دجالی گروہ کے یہ دجال کا گدہا کہلاتا ہے اور اگر عارضی طور پر کوئی اس سے نفع اٹھاوے تو اس سے وہ اس کا مالک یا موجد ٹھہر نہین سکتا خر دجال کی اضافت ملکی ہے پھر اگر چند استعمالی دجال کے مملوکات ومصنوعات مین سے ہم بھی مومنون کو نفع پہونچاوے تو اسمین کیا حرج ہے کیا انبیاء کفار کی مملوکات ومصنوعات سے نفع نہین اٹھاتے تھے ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم اکثر خچر کی سواری کرتے تھے حالانکہ احادیث نبویہ سے ثابت ہوتا ہے کہ گدہے سے گھوڑی کو ملانا ممنوع ہے ایسے ہی بہت نمونے پائے جاتے ہین - ماسوا اسکے جبکہ مسیح موعود قاتل دجال ہے یعنی روحانی طور پر تو بموجب حدیث من قتل قتیلا فلہ سلبہ جو کچھ دجال کا ہے وہ مسیح کا ہے علاوہ اسکے مسلم کی حدیث میں ابو ہریرہ سے مروی ہے عیسےٰ کے آنیکی یہ نشانیان لکھی ہین

لینزلن ابن مریم حکماً عدلا فلیکسرن الصلیب ولیقتلن الخنزیر ولیضعن الجزیۃ ولیترکن القلاص فلا یسعی علیہا یعنے عیسےٰ حکم اور عدل ہونیکی حالت مین اتریگا اسطرح پر کہ مسلمانون کے اختلافات پر حق کے ساتھ حکم کریگا اور عدل کو زمین پر قائم کر دیگا صلیب کو توڑیگا خنزیرونکو قتل کریگا اور جزیہ کو اٹھا دیگا اور اوس کے آنے کا ایک یہ نشان ہوگا کہ جوان اونٹنیان جو باربرداری اور سواری کا بخوبی کام دیتی ہین چھوڑ دی جائین گی پھر انپر سواری نہین کی جائے گی اب واضح ہو کہ یہ ریل گاڑی کی طرف اشارہ ہے جسنے تمام سواریون سے قریباً نوع انسان کو فارغ کر دیا ہے اور جو تمام دنیا کے ستر ہزار میل مین پھر گئی ہے اور ہندوستان کے ۲۶ ہزار میل مین - چونکہ عرب مین اعلے درجہ کی سواری جو ایک عربی کے تمام گھر کو اٹھا سکتی ہے اونٹنی کی سواری ہے جو باربرداری اور مسافت طے کرنے مین تمام سواریون سے بڑھکر ہے اسلئے آنحضرت صلعم نے اسکی طرف اشارہ کیا تا اعلےٰ کے ذکر کرنے سے ادنےٰ خود اسکے ضمن مین آجائے پس فرمایا کہ مسیح موعود کے ظہور کے وقت مین یہ سب سواریان بے قدر ہو جائینگی اور کوئی اونکی طرف التفات نہین کرے گا یعنی ایک نئی سواری دنیا مین پیدا ہو جائیگی جو دوسری تمام سواریون کی وقعت کہو دیگی - اب اگر عموماً تمام لوگ اس ریل گاڑی پر سوار نہون تو یہ پیشگوئی ناقص رہتی ہے -

## خلاصہ کلام

ریل گاڑی مین سوار ہو کر مین ان خیالات مین مستغرق جا رہا تھا اور بے اختیار زبان سے خدا کی حمد اور نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم پر درود شریف نکلتا تھا ہم نے اسکی پیشگوئیون کو اپنی آنکھون سے پورا ہوتا ہوا دیکھ لیا - اللہم صل علی محمد وعلیٰ آل محمد وبارک وسلم

**راستہ کے دیگر حالات**

رات کی تاریکی اور موسم کی خنکی گاڑی سے باہر سر نکال کر نظارہ قدرت کے دیکھنے کا کوئی موقع نہین دینا چاہتی تہی - ہان کبھی کبھی ضرورتاً دروازہ کہولکر آسمان کی نورانی فضا اپنا اثر کئے بغیر نہ رہتی تہی نہین خیالات متذکرہ بالا کی ادہیڑبن مین لیٹا ہوا تہا - کہ کرتارپور سٹیشن سے جماعت کپورتھلہ کے معزز احباب نے اعلےٰ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حضور شرف نیاز پایا - خانصاحب عبد المجید خانصاحب انچارج آفیسر ملکی خانہ اور کئی اور بھائی چھاونی جالندہر تک ساتھ گئے منشی حبیب الرحمٰن صاحب نمبردار و رئیس حاجی پور (متصل پھگواڑہ) بھی حاضر ہو کر سعادت اندوز ہوئے

**اعلےٰ حضرت کا خلق عظیم**

ایک لمبا سفر اور پھر رات کا سفر جبکہ انسان طبعاً اور فطرتاً آرام کرنا چاہتا ہے پھر ایسی حالت کہ آپکے ہمراہ حضرت ام المومنین صاحبزادگان اور دیگر متعلقین تہے - لیکن جب کسی سٹیشن پر خدام حاضر ہوتے

# رسیدات آمدنی مدرسہ تعلیم الاسلام

یکم اکتوبر ۱۹۰۵ء

عبد القادر صاحب مدرس منصوران یتامی عا
سربلند صاحب مٹوٹلی ۵ر۲پا
خیر الدین صاحب گارڈ کوہاٹ ۱۲ر
ضیاء اللہ صاحب از مانسہرہ ۸ر
عبد العزیز صاحب ایمن آبادی ۲ر
جماعت احمدیہ داتہ معرفت مولوی شیر علی صاحب ار۹پا

۲- اکتوبر

جماعت شملہ معرفت برکت علی صاحب للعہ مساکین ۱۱ر عا
جماعت قتال پور معرفت سلطان احمد صاحب عہ
معرفت خداداد صاحب رسالدار ۲ کوئٹہ چندہ جماعت کوئٹہ ہے ۲ر

۳- اکتوبر

بابو غلام محمد صاحب ٹایم کیپر ریلوے دفتر لاہور ۲ر
محبوب عالم دوکان سیٹھہ موہنی لاہور عا ۴ر
چوہدری نبی بخش صاحب رہانہ صہ
محمد نواب خان صاحب تحصیلدار گجرات صہ

۴- اکتوبر

جماعت کنجاہ عہ ۴ر
سید محمد رضوی صاحب وکیل حیدر آباد دکن سے للعہ
عزیز الدین صاحب ڈپٹی انسپکٹر لورالائی للعہ ۸ر

۵- اکتوبر

غلام محمد صاحب پھلوری شاہپور کنڈی ضلع گورداسپور
جماعت جہیلیاں والی ضلع گوجرانوالہ عا ۸ر

۷- اکتوبر

عبد اللہ خان چک منشی مہدی تحصیل پاک پٹن للعہ
نواب خان صاحب وارڈر ریکو- برہما
بیوی غلام محی الدین صاحب خان بہادر چک شنگال شاہپور پتیامی صہ عہ

۹- اکتوبر

محمد اکرم صاحب کمپونڈر عہ ۸ر
ناصر شاہ سب ڈویژن افیسر ریاسی جموں عہ
محمد حسین احمدی پنجابی مدراس عہ
جماعت پشاور معرفت غلام حسن صاحب سب رجسٹرار صہ

۱۰- اکتوبر

چند طلباء مدرسہ و استادان مدرسہ قادیان بتقریب رخصت یکماہ عہ ۱۱ر۵پا
جماعت بمبئی معرفت اسماعیل آدم صہ مساکین یتامی ۲ر۶پا ۵ر۹پا

۱۲- اکتوبر

عطا محمد صاحب اوورسیر انجارج پارہ چنار صہ مساکین صہ یتامی صہ
عنایت اللہ صاحب جہیہ سندھوان عہ ۸ر

۱۳- اکتوبر

ڈاکٹر بشارت احمد صاحب پنڈی کیمپ عہ
بابو عطاء الٰہی صاحب لالہ موسیٰ عا

ڈاکٹر یعقوب خان صاحب وٹرنری اسسٹنٹ مونہ سے
ستورات ننگہ معرفت دفتر الحکم عہ مساکین عہ یتامی عہ

۱۶- اکتوبر

بابو طفیل احمد صاحب سپرنٹنڈنٹ چنگی چنیوٹ عہ
جماعت بھینی معرفت ماسٹر سکندر علی صاحب ۱۱ر ۴ر۹پا
میاں عبد المجید صاحب بر دوکان رحیم بخش صاحب جموں ۷ر۹پا
ماسٹر سکندر علی صاحب ملازم مدرسہ قادیان یتامی ۲ر
ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحب پروفیسر میڈیکل کالج آگرہ عہ

۱۷- اکتوبر

منشی یار محمد صاحب فارسٹ گارڈ پاڈر کشمیر عہ
بابو شاہ دین صاحب سٹیشن ماسٹر لارنس پور عہ
بابو عباس علی صاحب گارڈ کوہاٹ ۱۲ر
ڈاکٹر محمد علی خان صاحب اسزیری رفعدار انبالہ چھاونی عہ
منشی محمد حسن صاحب پٹواری نہر سیدوالہ ضلع منٹگمری ۴ر
چوہدری رستم علی صاحب کورٹ انسپکٹر انبالہ صہ
میاں اللہ دتا صاحب برانچ پوسٹ ماسٹر مانگا نوال عہ
بابو عبد الرحمن الرحمان صاحب کلرک انبالہ عہ ۴ر
جماعت بھینی معرفت ماسٹر سکندر علی صاحب ۴ر ۴ر۹پا

۱۸- اکتوبر

عمر الدین صاحب مدرس سنور عہ ۸ر
سردار خان صاحب سنور ۸ر
رستم علی صاحب سنور ۲ر
ہاشم علی صاحب احمدی گرداور قانونگو سر دوگڑہ عہ

۱۹- اکتوبر

محمد حسین صاحب وٹرنری دفعدار کور ۲۲ انبالہ عہ
خیر الدین گارڈ کوہاٹ ۱۲ر
عبد العزیز صاحب ٹیلر ماسٹر متھرا عہ
قطب الدین صاحب متھرا ۴ر

۲۰- اکتوبر

چندہ جماعت بھیرہ معرفت حکیم فضل دین صاحب مساکین یتامی عہ ۷ر۴پا سہ
میاں وزیر صاحب درزی از رہتاس معرفت گلاب دین صاحب للعہ
صوبہ دار سید تاج شاہ ڈاکخانہ سہنہ کہاریاں ۱۵ر یتامی
میاں مقبول شاہ صاحب ۸ر
گل حسن صاحب ۵ر
منشی برکت علی خان صاحب محرر دفتر الحکم ار۶پا
نور الدین احمدی مگوئی برہما ۱۲ر
الٰہی بخش صاحب سلونری عہ ۸ر
رحیم بخش ولد الٰہی بخش صاحب ۶ر
عبد الحلیم صاحب ۵ر
محمد تقی صاحب مدرس مدرسہ سرہند ۴ر

۲۱- اکتوبر

حکیم فضل دین صاحب مساکین سے یتامی صہ
محمد عارف از قادیان ۲ر

۲۵- اکتوبر

شیخ رحمت اللہ صاحب سوداگر بمبئی ہوس لاہور عہ
حضرت مولانا حکیم نور الدین صاحب مساکین للعہ ۵ر

# رسیدات آمدنی ماہ نومبر

۱۰ نومبر ۱۹۰۵ء

نظام الدین وعیسے کاکا ساکن بہاگووال مساکین للعہ
فضل محمد ہرسیان تحصیل بٹالہ صہ
سید محمد رضوی صاحب وکیل حیدر آباد دکن سے للعہ
بابو عبد الحی خان صاحب کلرک پوسٹ آفس فیروز پور عہ
طفیل احمد صاحب سپرنٹنڈنٹ چنگی چنیوٹ عہ
عنایت اللہ صاحب انسپکٹر پولیس مظفر نگر عہ
عنایت اللہ گھا بہ سندھوان ضلع گوجرانوالہ عہ
مرزا محمد شفیع ہیڈ کلرک دفتر سپرنٹنڈنٹ ڈاکخانہ جات شملہ عا
برکت علی دفتر سرٹی کمشنر گورنمنٹ آف انڈیا شملہ عا
گلاب خان صاحب سب پوسٹ ماسٹر راولپنڈی عہ

( باقی آئندہ )

## احمدی یا احمدی سامان ورزش

اسلام علیکم- آپکے احمدی کارخانہ میں ہر قسم کا سامان ورزش اعلےٰ قسم کا تیار ہوتا ہے انگریزی اشیا بہی موجود ہیں گو پہلے آپ کو معلوم نہیں تہا مگر اب آپ کو کہیں جانے اور تکلیف کرنے کی ضرورت نہیں- ہم ڈنکے کی چوٹ خدا کو خدا کو حاضر کرکے بآواز بلند کہتے ہیں کہ ہم سے ارزان اور بہتر عمدہ مال کہیں سے نہیں ملیگا- صفائی معاملہ اور ایمانداری کے واسطے اس کارخانہ کا نام کافی ہے اور بس ایک دفعہ ضرور آزمایش ہو-

مختصر فہرست اشیا حسب ذیل ہیں جو درخواست پر ملسکتی ہیں

| | | | |
|---|---|---|---|
| کرکٹ بیٹ | | فٹ بال مع مکمل | سے |
| کین ہینڈل دو ربڑ | عہ غہ | ″ ″ | ۴ر للعہ |
| کارک ″ ایک ربڑ | للعہ | ″ ″ | ۸ر ۶ |
| عرف ایک ربڑ | معہ | آنکھیں چمڑے والی | ۸ر للعہ |
| درجہ دوم | سے | ″ ڈورہ والی | ۸ر سے |
| ″ سوم | للعہ | ″ مادہ اول | عا |
| اکٹے پریکٹس | ۸ر للعہ | ″ درجہ دوم فیتہ | ۸ر عہ |
| دوم درجہ | سے | ٹین سفید لکڑی | عا |
| سوم ″ | ۸ر عا | ″ پیلچا ″ | عہ |
| بال درجہ اول فی درجن | عہ | بیڈ منٹن سفید ″ | عہ |
| دوم ″ | للعہ | ″ پیلے ″ | ۸ر |
| پریکٹس | معہ | شٹل کارک | ۱۲ر عا |
| ٹینس بال رگڑ چڑھا | ۸ر صہ | دوم درجہ | ۸ر عا |
| ″ زین | ۱۲ر للعہ | ولن بال فی درجن | للعہ |

نوٹ:- احمدی بہائیوں سے ۱/۴ قیمت عہ فیصدی کمیشن غیر احمدی سے ۱۲ فیصدی کمیشن- پتہ خوشخط مال وی پی- منیجر ایم خدا بخش اینڈ کو احمدی سپورٹس ورکس شہر سیالکوٹ